ISLAMIC BELIEF OF FINALITY OF PROPHETHOOD

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

۲
تا ۱ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق ۰ جون تا ۱ جون ۱۹۹۵ء

گستاخ رسول کی سزا موت ہے

کمپنیوں کے شیئرز

پردہ

دکھ کی کہانی

قسطوں کا کاروبار

ضمیر احمد کراچی

س ا:۔ قسطوں پر سامان بیچنے اور خریدنے کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔ آیا یہ کاروبار جائز ہے یا حرام؟

س ۲:۔ اسلام میں عورت کی آواز کے بارے میں کیا حکم ہے نامحرم کیلئے کسی عورت کی آواز کہاں تک سننا جائز ہے نیز آج کل لاؤڈ اسپیکر پر گھروں میں میلاد شریف' اور خواتین کا وعظ عام ہے جسے زور و شور سے ہونے کی وجہ سے مرد حضرات بھی سننے پر مجبور ہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بیچ کہ لاؤڈ اسپیکر پر خواتین کا بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج ا:۔ قسطوں پر خرید و فروخت شرعاً" جائز ہے اور ادھار میں نقد سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی صحیح ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں اولاً" معاملہ کا ادھار یا نقد ہونا طے ہو جائے ادھار میں قیمت کی یہ زیادتی نہیں۔

ج ۲:۔ عورت کی آواز بھی شرعاً" عورت ہے اور بلا ضرورت اس کا بھی پردہ لازم ہے مروجہ میلاد خود شرعاً" قابل اشکال ہے چہ جائیکہ اس کے لئے ایک شرعی حکم کو توڑا جائے اور ایسی وعظ و نصیحت کا کیا فائدہ جو خود دائرہ شریعت سے متجاوز ہو مختصر یہ کہ نیکی برباد گناہ لازم کا صحیح مصداق ہے فقط واللہ اعلم۔

مسلمان عورت کے ساتھ مرتد مرد کا نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے

س:۔ ایک مسلمان ماں باپ کے روایتی مسلم بیٹے کا نکاح تیرہ برس قبل ایک لڑکی سے ہوا۔ ایک دو برس کے بعد ہی اس نوجوان نے دین اسلام سے اپنی بیزاری اور علیحدگی کا اظہار شروع کر دیا۔ خدا اور رسول کریم اور جنت دوزخ کو ڈھکوسلہ بتانے لگا۔ کیا اس کا نکاح قائم رہا؟

ج:۔ اگر کسی عورت کا خاوند معاذ اللہ اسلام سے بیزاری کا اظہار کرے اور مرتد ہو جائے تو باجماع آئمہ اربعہ' و باتفاق جمہور فقہاء اس کا نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے قضائے قاضی اور حکم حاکم کی بھی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ صورت مسئولہ میں یہ نالائق شخص اپنے عقائد کفریہ اور کلمات باطلہ کی وجہ سے مرتد ہو چکا اس لئے مرد پر پورا مہر لازم ہے اور عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ بھی مرد پر لاگو ہو گا (کمافی جواہر الفقہ مفتی اعظم ج ۲ ص ۱۳۹) اب تک چونکہ جدائی نہیں ہوئی اس لئے زوجین میں فوراً" جدائی کر دی جائے فقط واللہ اعلم

س:۔ اب سے ۳ ۱ برس قبل اس نے تین طلاق ایک مجلس میں دے دیں پھر ایک اہلحدیث عالم کی رائے کی مدد سے رجوع کر لیا۔ (مرتد خیالات کا اظہار اپنی جگہ تھا) تقریباً" ۵ ماہ قبل ۷' ۸ افراد قریبی عزیزوں کی موجودگی میں پھر تین طلاق دے دی۔ لڑکی عدت میں بیٹھ گئی وہ خرچہ اٹھاتا رہا اور خود باپ کے گھر رہا عدت کے اور (بچوں کی خاطر) بعض قریبی عزیزوں کے مشورہ سے پھر نکاح کر لیا (بغیر حلالہ کرائے) کیا یہ نکاح صحیح ہوا؟ کیا حلالہ کرانا ضروری ہے؟ کیا ان عقائد کے ہوتے ہوئے قریبی عزیزوں اور اہل محلّہ اس سے تعلق رکھیں یا قطع تعلق کر لیں؟

ج:۔ چونکہ اس مرتد کا نکاح ارتداد کی وجہ سے پہلے ہی فسخ ہو چکا ہے اور وہ عورت اس کی شرعاً" منکوحہ ہی نہیں رہی تو اس کی طلاق ثلثہ کی کارروائی غیر موثر اور لغو گئی لہٰذا یہ مرتد شخص اپنے عقائد کفریہ سے سچی توبہ کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے حلالہ شرعی کی ضرورت نہیں اس شخص کو عزیزوں اور مسلمان اہل محلّہ توبہ پر مجبور کریں اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو مسلمان خاتون کو اس ملعون سے بزور بازو علیحدہ کر کے اس شخص سے ہر طرح مکمل بائیکاٹ کریں جو مسلمان اس خبیث سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا اس کے بھی سلب ایمان کا اندیشہ ہے اعاذنا اللہ منہ۔

بینک میں ملازمت کرنا

خواجہ محمد یوسف

س:۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں مسلم کمرشل بینک میں ملازم تھا۔ سودی نظام اور اس کی وعیدیں جیسے جیسے علم میں آتی گئیں ملازمت سے (بینک کی) نفرت ہونے لگی اللہ رب العزت سے دعا کرتا رہا کہ کوئی ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس سے میں اس سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کر لوں' اور دوست احباب اور عزیز رشتہ داروں کو کچھ کہنے کا موقع بھی نہ ملے اور نہ علماء کرام پر تنقید کا موقع ملے کہ اچھی بھلی ملازمت اور اتنی زیادہ تنخواہ اور عہدہ ملاؤں کے بہکانے میں آ کر چھوڑ دی۔ الحمد للہ بینک پرائیویٹ ہو گئی اور انتظامیہ نے نئی پالیسی کا اعلان کیا جسے گولڈن شیک ہینڈ کا نام دیا گیا ابھی میرے ریٹائر ہونے میں دس سال باقی تھے اور میں گریڈ ون افسر تھا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور گولڈن شیک ہینڈ پالیسی کے تحت ریٹائرمنٹ کے لئے درخواست دے دی گو کہ متعلقین دوست احباب نے ایسا نہ کرنے کیلئے کہا اور بہت سمجھایا مگر میں نے ۹ نومبر ۱۹۹۲ء سے ریٹائرمنٹ لے لیا اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اپنے کسی بچے کو بینک کی ہوا بھی نہ لگنے دوں گا حالانکہ میری جگہ میں اپنے ایک لڑکے کو بینک میں لگوا سکتا ہوں مگر میں ابھی تک اس بات پر قائم ہوں جبکہ میرا ایک بیٹا آج سے دو ماہ پہلے تک بیکار رہا اور میرے پینشن کے علاوہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا لیکن آج کل میرے لئے میرا داماد پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے آٹھ ماہ پہلے میری ایک بچی کی شادی ہوئی ہے۔ داماد صاحب بہت ہی ضد کر رہے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کے بدلے انہیں بینک میں ملازمت کے لئے رکھوا دوں جیسا کہ احادیث اور اخبارات میں علماء کرام کی تحریریں پڑھنے کا موقع ملتا ہے کہ سود اور سودی ملازمت' سودی نظام والے ادارے سے سود پر قرضہ لینا یا اس کی ضمانت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد ۱۴ — ۱۰ تا ۱۶ محرم ۱۴۱۶ھ بمطابق ۹ تا ۱۵ جون ۱۹۹۵ء — شمارہ نمبر ۲

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل ۲
۲۔ اداریہ ۴
۳۔ گستاخ رسول کی سزا موت ہے ۶
۴۔ کمپنیوں کے شیئرز ۸
۵۔ پردہ۔ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ ۱۱
۶۔ ختم نبوت پر پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ ۱۴
۷۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری اور قادیانیت ۱۸
۸۔ عقیدہ ختم نبوت و نزول مسیح علیہ السلام پر قادیانیوں کے چند شبہات ۱۹
۹۔ islamic belief of finality of prophethood

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
نسیم ... حبیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائن
ارشد دوست محمد

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳۴
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر : عبدالرحمن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

تحفظ ناموس رسالت ------------- ۲۷ر مئی یوم ہڑتال

ملی یک جہتی کونسل پاکستان کی اپیل پر ۲۷ر مئی کو ملک بھر میں مکمل ہڑتال ہوئی اور اخبارات کی رپورٹ کے مطابق اس روز پورے ملک میں کاروبار زندگی معطل رہا۔ راقم الحروف کو جنگ کراچی کے اقراء میگزین کے انچارج مفتی محمد جمیل خان کے ہمراہ گوجرانوالہ، راہ والی، گکھڑ، کاموکی، مرید کے، اور لاہور میں شاہدرہ، ماڈل ٹاؤن، گلبرگ، قصور روڈ و دیگر مقامات پر جانے اور ہڑتال کی صورت حال کا جائزہ لینے کا موقع ملا اور یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ کم و بیش ہر طبقہ کے لوگوں نے ہڑتال کی اپیل پر لبیک کہا ہے، نہ صرف کاروبار بلکہ ٹریفک بھی نہیں تھا اور ہر اہم مقام پر ملی یک جہتی کونسل کے کارکن اکا دکا چلنے والی گاڑیوں کو ہڑتال کی پابندی کی تلقین کرنے کے لیے کھڑے تھے، خود ہمیں بھی بعض مقامات پر روکا گیا مگر ہم یہ کہ آگے بڑھ گئے کہ ہمارا تعلق صحافت سے ہے اور ہڑتال کا جائزہ لے رہے ہیں ہڑتال کی اس طرح مکمل کامیابی کے اسباب میں سب سے بڑا سبب تو یہ تھا کہ ملی یک جہتی کونسل کی صورت میں پاکستان کے عوام کو اپنی اس پرانی اور دلی خواہش کی تکمیل کی جھلک نظر آ رہی تھی کہ دینی مکاتب فکر کے قائدین متحد ہو کر قومی معاملات میں راہ نمائی کا فریضہ سرانجام دیں، اور دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے قومی و دینی معاملات میں امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کی بڑھتی ہوئی مداخلت سے ملک کے عوام از حد پریشان ہیں اور اس کے خلاف کسی مضبوط رد عمل کا اظہار چاہتے ہیں چنانچہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون میں حکومت کے طرف سے مجوزہ ترامیم کے خلاف ملی یک جہتی کونسل کی ہڑتال کی اپیل پر عوام نے متفقہ طور پر لبیک کہہ کر اس رد عمل کے اظہار کا آغاز کر دیا ہے۔

توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون ان مسائل میں سے ایک ہے جو امریکہ اور دیگر مغربی حکومتوں کی مسلسل مداخلت کا شکار ہیں اور جب سے پاکستان میں شان رسالت میں گستاخی پر موت کی سزا کا قانون نافذ ہوا ہے مغربی حکومتوں اور لابیوں کا اضطراب و احتجاج بڑھتا جا رہا ہے۔ اور حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے جبکہ پاکستان کی رائے عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایسا کرنا کسی بھی حکومت کے لیے ممکن نہیں ہے اسی لیے حکومت پاکستان نے مغربی حکومتوں کو مطمئن کرنے کے لیے ایک درمیانی راستہ نکالنے کی کوشش کی کہ گستاخی رسول پر موت کی سزا کو تو برقرار رکھا جائے لیکن مقدمہ کے اندراج کا طریق کار ایسا مشکل بنا دیا جائے کہ کسی گستاخ رسول ؐ کو موت کی سزا تک پہنچانا "عملاً" ممکن نہ رہے چنانچہ وفاقی کابینہ کے فیصلے کے حوالے سے یہ خبر سامنے آئی کہ شان رسالت میں گستاخی کے ارتکاب پر مقدمہ کا اندراج ڈپٹی کمشنر کی انکوائری کے ساتھ مشروط کر دیا جائے گا اور کسی پر توہین رسالت "کا غلط الزام لگانے والے شخص یا اس شخص کو جس کا الزام پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکے دس سال کی سزا دی جائے گی یہ ترامیم اس قانون کو "عملاً" منصور کے حوالے سے مذکور ہے اور مشہور مورخ عسکری نے "اوائل" میں لکھا ہے کہ منصور" کے ایک شرابی دوست ابن ہرمہ کو شراب پینے پر بار بار کوڑے پڑنے لگے تو اس نے خلیفہ منصور" سے مداخلت کی درخواست کی منصور" نے کہا کہ میں شراب نوشی کی شرعی سزا ۸۰ کوڑوں میں تو کوئی ترمیم نہیں کر سکتا البتہ یہ حکم جاری کر دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ابن ہرمہ کو شراب پینے کی حالت میں پکڑ کر حکم کے پاس لائے تو ابن ہرمہ کو شریعت کے مطابق ۸۰ کوڑے ضرور لگائے جائیں مگر پکڑ کر لانے والے کو بھی ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں اس طرح خلیفہ منصور" شرعی قانون میں مداخلت کے الزام سے بچ گیا مگر اس کے بعد کسی شخص کو ابن ہرمہ پر شراب نوشی کا الزام عائد کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ گستاخ رسول ؐ کے لیے موت کی سزا کے قانون کے اندراج کے طریق کار میں وفاقی کابینہ کی تجویز کردہ ان ترامیم کو تحریک تحفظ ناموس رسالت، اور ملی یک جہتی کونسل نے مسترد کر دیا اور قوم سے ۲۷ر مئی کو ہڑتال کی اپیل کی جس پر ملک بھر میں کاروبار زندگی معطل کر کے پاکستان کے عوام نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس مسئلہ پر دینی جماعتوں کی قیادت کے ساتھ ہیں، اس ہڑتال سے جہاں دینی جماعتوں کو یہ حوصلہ ملا ہے کہ اگر آج بھی وہ متحد ہو کر دینی معاملات میں قوم کی راہنمائی کے لیے میدان عمل میں نکلیں تو قوم انہیں مایوس نہیں کرے گی وہاں پاکستان کے عوام نے مغربی حکومتوں اور لابیوں کو بھی یہ الارم دے دیا ہے کہ مغربی لابیاں اور ورلڈ میڈیا اسلامی احکام و قوانین کے خلاف جس قدر چاہیں پراپیگنڈہ کر لیں اور دینی جماعتوں کی کردار کشی کی جو صورت بھی چاہیں اختیار کر لیں پاکستانی قوم دینی معاملات میں بہر حال اپنی دینی قیادت کے ساتھ ہے البتہ اس ہڑتال کے حوالہ سے دو حلقوں کا رد عمل جو ہڑتال

کے بعد سامنے آیا ہے قابل توجہ ہے ایک اقلیتی محاذ برائے مساوی حقوق کا جس کے چیئرمین ضیاء کھوکھر صاحب کا بیان جنگ لاہور میں ۲۸ مئی کو شائع ہوا ہے اس بیان میں انھوں نے ۲۷ مئی کی کامیاب ہڑتال پر مذھبی و دینی جماعتوں کے راہ نماؤں کو مبارک باد پیش کی ہے اور ساتھ ہی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کو فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ اگر اس دفعہ کو ختم نہ کیا گیا تو ملک بھر کی مسیحی تنظیمیں ایک دن کی مکمل ہڑتال کریں گے اب معلوم نہیں کہ کھوکھر صاحب ان دونوں متضاد باتوں میں سے سنجیدہ کس بات پر ہیں؟ کیونکہ دفعہ سی ۲۹۵ اسی قانون کا عنوان ہے جس میں توہین رسالت پر موت کی سزا مقرر کی گئی ہے اور ملی یک جہتی کونسل کی ۲۷ مئی کی ہڑتال اسی قانون کے تحفظ بلکہ اس کے طریق کار تک میں تبدیلی کے امکانات کو مسترد کرنے کے لیے ہوئی ہے مگر ضیاء کھوکھر صاحب سی ۲۹۵ کے تحفظ کے لیے کی جانے والی ہڑتال کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہوئے اسی قانون کے خاتمہ کے لیے ہڑتال کی دھمکی دے رہے ہیں اب یا تو کھوکھر صاحب سی ۲۹۵ سے واقف نہیں ہیں اور یا انھیں ہڑتال کے مقاصد کا علم نہیں ہے اور اگر وہ دونوں باتوں کو جانتے ہیں تو اس بیان کے ذریعہ وہ آخر کس کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

دوسرا رد عمل بعض مذہبی جماعتوں کے راہ نماؤں کی طرف سے سامنے آیا ہے جو کھوکھر صاحب موصوف کے بیان سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ مئی میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق لاہور میں بعض مذہبی تنظیموں کا اجلاس ہوا جس کے شرکاء میں قاضی عبد القدیر خاموش' منیر حسین گیلانی' علامہ ریاض الرحمان یزدانی' مولانا محمد اصغر فاروق' سید حیدر فاروق مودودی' صاحبزادہ سید سعید شاہ گجراتی اور علامہ سعید الرشید عباسی کے نام نمایاں ہیں اس اجلاس میں منظور کی جانے والی قرار داد میں کہا گیا ہے کہ

"ملی یک جہتی کونسل کی سرگرمیوں کا مقصد ملک میں سیاسی عدم استحکام پیدا کرنا ہے تاکہ حکومت اطمینان سے اقوام عالم کے ساتھ معاہدات کر کے ملک کو ایک فلاحی ریاست بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ کر سکے"۔

اجلاس میں ان علماء کرام نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ "اسلام کو مولویت کی اجارہ داری سے نجات دلائی جائے ہمارے خیال میں یہ علماء کرام اتنی بات کو صحیح سمجھے ہیں کہ ۲۷ مئی کی ہڑتال اقوام عالم کے ساتھ حکومت پاکستان کے ہونے والے معاہدات میں اطمینان کا عنصر غائب کرنے میں بہر حال کامیاب ثابت ہوئی ہے لیکن اقوام عالم کے ساتھ مجوزہ معاہدات سے شاید یہ بزرگ خود بھی واقف نہیں ہیں ورنہ اتنے شرح صدر کے ساتھ ہڑتال کے کریڈٹ کو ڈس کریڈٹ میں تبدیل کرنے کا اہتمام نہ فرماتے ان حضرات کو شاید یہ خبر نہیں کہ اقوام عالم ہم اہل پاکستان سے جن امور پر معاہدات چاہتی ہیں اور جن کے لیے میڈیا اور لابنگ کی پوری صلاحیتیں صرف کی جا رہی ہیں ان کا تعلق دو دستاویزات سے ہے ایک دستاویز اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر پر مشتمل ہے جس کے من و عن قبول کرنے کا ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اپنے وہ تمام قوانین منسوخ یا تبدیل کر دیں جو انسانی حقوق کے اس چارٹر سے مطابقت نہیں رکھتے اس چارٹر کی اب تک مغربی حلقوں کی طرف سے کی جانے والی تشریح کے مطابق ۱۔ توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون ۲۔ ہاتھ کاٹنے کوڑے مارنے سنگسار کرنے' سولی دینے اور مجرم کو کھلے بندوں سزا دینے کے قوانین ۳۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اسلام کا نام استعمال کرنے سے روکنے کے قوانین ۴۔ اقلیتوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے جداگانہ الیکشن کے ذریعہ نمائندگی دینے کا قانون اور دیگر بہت سے اسلامی احکام و قوانین انسانی حقوق کے منافی ہیں اور اقوام عالم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان قوانین کا خاتمہ ضروری ہے۔

دوسری دستاویز گزشتہ سال قاہرہ میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی عالمی بہبود آبادی کانفرنس کی قرار دادیں اور فیصلے ہیں جن میں دنیا بھر کی حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ۱۔ شادی کے بغیر جنسی تعلقات اور ناجائز بچے کے ساتھ ساتھ کنواری ماں کو بھی سماجی اور قانونی تحفظ فراہم کریں ۲۔ ہم جنس پرستی (لواطت) کو قانونی تحفظ دیں اور ۳۔ آزادانہ جنسی اختلاط اور مانع حمل اشیاء کی کھلے بندوں فراہمی کی ضمانت دیں۔

اس کے ساتھ ان علماء کرام کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ آج کل اقوام عالم کی طرف سے ہم پر شادی اور طلاق کے قوانین کو بین الاقوامی معیار کے مطابق تبدیل کرنے کے لیے بھی مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور نکاح و طلاق کا بین الاقوامی معیار اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق یہ ہے کہ۔

پوری عمر کے مردوں اور عورتوں کو نسل قومیت یا مذہب کی کسی تحریر کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل ہے' شادی' دوران شادی اور اس کی تنسیخ کے سلسلہ میں وہ مساوی حقوق کے رکھتے ہیں۔ "دفعہ ۱۶ چارٹر انسانی حقوق اقوام متحدہ"

اس لیے یہ بات درست ہے کہ موجودہ حکومت "اقوام عالم" کی ان خواہشات اور تقاضوں کو پورا کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے اور ایسے معاہدات کے لئے بے چین ہے جو پاکستان کے اقوام عالم کے مزعومہ معیار کے مطابق ڈھالنے میں مفید ثابت ہو سکیں لیکن "ملی یک جہتی کونسل" کی سنجیدہ جدوجہد اور اس کی اپیل پر ۲۷ مئی کو پاکستانی قوم کی طرف سے ملک گیر مکمل ہڑتال نے بہر حال اس پیش رفت میں رکاوٹ ڈال دی ہے اور اب اس سمت آگے بڑھنے سے قبل حکومت اور اقوام عالم دونوں کو اپنی حکمت عملی اور ترجیحات کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا کیونکہ رائے عامہ کی قوت کو نظر انداز کرنا آج کے دور میں کسی کے بس کی بات نہیں رہی' یہ قومی اور دینی مقاصد کی طرف ایک مثبت اور موثر پیش رفت ہے جس پر ملی یک جہتی کونسل کے قائدین بجا طور پر مبارک باد اور تحسین کے مستحق ہیں۔

گستاخ رسول کی سزا موت ہے

اس گئے گذرے دور میں بھی جب کہ ہر طرف الحاد' بے دینی کا سیلاب رواں دواں ہے حضور نبی کریمؐ کے ناموس کا تحفظ کرنے والے موجود ہیں۔ وہ "ملعون رشدی" اور " سلیمہ رشدن" جنھوں نے نبی کریمؐ کے بارے میں نازیبا اور گستاخانہ کلمات تحریر کیئے آج مغربی ممالک کی پناہ میں انتہائی گھٹن کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں جو جیل سے بھی بدتر زندگی ہے۔ جبکہ شمع رسالت کے پروانے دیوانہ وار ان کی تلاش میں ہیں کہ ہمیں مل جائیں تو ہم انھیں واصل جہنم کردیں خود مغربی ممالک ان کی حفاظت سے تنگ آچکے ہیں جن کو لاکھوں ڈالر ان کی حفاظت کے لیئے خرچ کرنے پڑ رہے ہیں۔ لیکن بکرے کی اں آخر کب تک خیر منائے گی۔

پاکستان میں ایسے رشدی پیدا ہو رہے ہیں جو خواہ مخواہ ایسے حالات دانستہ یا نادانستہ پیدا کر رہے ہیں قومی اسمبلی میں تحفظ ناموس رسالت بل پاس کیا گیا جس کی سزا سخت رکھی گئی تھی گستاخ رسولؐ کی سزا موت ہے۔ اور شریعت میں بھی یہی سزا ہے کہ جو نبی کریمؐ یا کسی بھی نبی کی گستاخی کرتے اس کی سزا موت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یک نابینا صحابی تھے ان کی ایک لونڈی تھی وہ نبی کریمؐ کو بُرا بھلا کہتی تھی اور سب و شتم کیا کرتی تھی اس صحابی نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آئی ایک رات جب اس نے نبی کریمؐ کی شان اقدس میں بدزبانی شروع کی اور گستاخانہ الفاظ شروع کیئے اس صحابی نے اس کو چھری سے قتل کردیا اگلی صبح جب اس عورت کے قتل کا مقدمہ دربار نبویؐ میں پیش ہوا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے جس نے قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو اور اقرار کرے کیونکہ میرا اس پر حق ہے اس پر وہ نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آپؐ کے سامنے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے کیونکہ وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی میں نے اس کو مسلسل روکا۔ مگر اس نے پرواہ نہ کی اس لونڈی کے بطن سے میرے دو خوب صورت بچے بھی ہیں اور وہ

ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی مانسہرہ

میرے اچھی ساتھی تھی۔ کل جب اس نے آپ کے بارے میں نازیبا الفاظ شروع کیئے تو میں نے چھری سے اس کے پیٹ پر حملہ کیا اور ہلاک کردیا۔ آپؐ نے یہ بات سن کر فرمایا کہ لوگوں گواہ رہو اس عورت کا خون رائیگاں گیا۔

(سنن ابی داؤد)

مندرجہ بالا حدیث شریف کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ جب صحابی نے نبی کریمؐ کی گستاخی کرنے والی لونڈی کو قتل اور آپؐ نے اس کی انکوائری فرمائی اور صحابی نے ماجرا عرض کیا اگر صحابی کا یہ اقدام اگر دین و شریعت کے مطابق نہ ہوتا آپ صحابی کو سزا دیتے۔ اور یہ نہ فرماتے کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہوگیا۔ آپ عادل تھے' رحمت للعالمین تھے مجرم کو معاف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا کہ آپ نے اس صحابی کے فیصلے کی عملی طور پر تائید فرمادی کہ اس نے جو کچھ کہا وہ درست تھا اور اس لونڈی گستاخ کی سزا ہی موت تھی۔

جب حضور نبی کریمؐ نے مکہ فتح فرمایا تو چار مردوں اور عورتوں کے بارے حکم دیا کہ اگر یہ غلاف کعبہ کے نیچے بھی چھپے ہوں تو قتل کردیا جائے ان میں عکرمہ بن ابی جہل اور ابن اخطل بھی شامل تھے جب آپ حرم شریف میں داخل ہوئے اور مشرکین مکہ مجرموں کی طرح سامنے تھے ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ابن اخطل غلاف سے چمٹا ہوا ہے آپ نے حکم دیا اسے قتل کردو چنانچہ اس کو وہاں سے نکال کر آب زم زم اور مقام ابراھیم کے درمیان قتل کیا گیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ الصارم المسلول ص ۱۱۹ پر رقم طراز ہیں کہ ابن اخطل نے جب اسلام قبول کیا تو زکوۃ اور صدقات کی وصولی پر مامور فرمایا اور ایک دوسرے آدمی کو اس کا معاون مقرر فرمایا جو اس کا نائب اور خادم بھی تھا ایک دفعہ اس کے خادم سے کھانا بروقت تیار کرنے میں کوتاہی ہوئی ابن اخطل نے اس کو اس بات پر قتل کردیا اور بعد میں بھاگ گیا اور مرتد بھی ہوگیا۔ اور بیت المال کے اونٹ بھی ساتھ لے گیا۔ سب سے بڑا جرم اس کا یہی تھا وہ نبی کریمؐ کی گستاخی اشعار میں کہا کرتا تھا اور اس کی لونڈی وہ اشعار گایا کرتی تھی۔ ان تین جرائم یعنی قتل نفس' ردت (مرتد ہونا) اور نبی کریمؐ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے اس کو یہ سزا دی گئی۔ ان تینوں جرائم میں بڑا جرم نبی کریمؐ کی گستاخی ہے۔ قتل نفس کے لیئے دیت اور قصاص دونوں ہیں۔ مرتد کے لیے گنجائش ہے اگر ارتداد سے تائب ہوجائے تو معافی ہے لیکن گستاخی رسولؐ ناقابل معافی جرم ہے پھر حرم

شریف کی حدود کے اندر بڑے سے بڑا مجرم داخل ہو جائے حرم میں اس کے لئے امن ہے البتہ باہر سے کھانے پینے کی اشیاء کی ترسیل روک دینی چاہئے تاکہ وہ مجبور ہو کر حرم سے باہر آنے پر مجبور ہو جائے پھر اس کو گرفتار کر کے سزا دی جائے لیکن یہاں ابن اخطل کا جرم ناقابل معافی ہے کہ اس نے نبی کریمؐ کی گستاخی اور توہین کی ہے حالانکہ عکرمہ بن ابوجہل کو معاف کردیا گیا۔ آج اگر مغربی کے دباؤ یا مغرب ممالک کو خوش کرنے کے لئے اپنے ہی آئین کی دھجیاں اڑائی گئیں اور گستاخ رسولؐ کی سزا جس پر امت کا اجماع بھی اور ہمارے ملک کا قانون بھی اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہزاروں غازی عبدالقیوم اور غازی علم الدین شہید پیدا ہونگے۔ جو گستاخ رسولؐ کو واصل جہنم کریں گے اس لیئے یقیناً" حکومت کے لیئے مشکلات پیدا ہونگی ملک کے اندر افراتفری' انتشار پیدا ہوگا۔ بہتری یہی ہے کہ یہ قانون باقی رہے تاکہ نبی کریمؐ کی گستاخی کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوسکے۔ اور عوام قانون کو اپنے ہاتھوں میں نہ لے سکیں ورنہ ایسے پروانے بھی ہیں جو عدالت کے اندر بھی مجرم کو سزا دیدیں جس طرح غازی عبدالقیوم شہید نے کیا تھا جس کا واقعہ تحریر کر رہا ہوں۔

یہ سنہ ۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے کہ آریہ سماج حیدرآباد کے سیکرٹری نتھورام نے "ہسٹری آف اسلام" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے رسولؐ نتھورام کی ضمانت منظور کرلی۔ مسلمانوں کو توقع تھی کہ انگریزی حکومت مجرم سے کسی قسم کی رو رعایت نہیں کرے گی۔ کراچی کے ہر مسلمان کا جوش قابل دید تھا۔ نتھورام کی اس دل آزار کتاب نے ان کا صبرو سکون چھین لیا تھا۔ اور پھر انگریزی حکومت کے جانبدارانہ فیصلے نے تو مزید اشتعال پیدا کردیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۴ء میں جب دو ججوں پر مشتمل گستاخ رسول نتھورام کے مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی اور کرہ عدالت قانون

مغرب کو خوش کرنے کیلئے اپنے ہی ملک کے آئین و قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں تو کئی علم الدین شہید اور عبدالقیوم پیدا ہوں گے۔

کے ماہرین اور معززین شہر سے بھرا ہوا تھا نبی کریمؐ کا پروانہ۔ سرکار دو جہاں کا روحانی فرزند بجلی کی تیزی سے آگے بڑھا جس میں شاہین کی جھپٹ اور چیتے کی پھرتی تھی نتھورام پر چاقو سے گردن پر وار کیے نہ ہی مجرم کو بچانے کے لئے پولیس کو موقع ملا اور نہ عدالت بچا سکی ججوں کے سامنے نتھورام کو غازی عبدالقیوم نے جو غازی تریلا کا رہنے والا تھا۔ واصل جہنم کردیا۔ اور بغیر کسی ڈر یا خوف کے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کردیا اور فخر سے کہا جس بات کا فیصلہ یہ عدالت برطانوی یا بادشاہت نہ کرسکی اور میرے نبی کے گستاخ کو سزا نہ دے سکی میں نے آج وہ فرض ادا کیا جس کا تقاضا میرا دین اور ایمان مجھ سے کر رہا تھا اب عدالت کی جو مرضی ہے مجھے سزا دے میں اس کے لیئے تیار ہوں یہ کیس اتنا مضبوط تھا کہ غازی عبدالقیوم شہید بچ نہ سکتا چونکہ سارا واقعہ عدالت کے ہال میں ہوا تھا ججوں نے سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا غازی عبدالقیوم کو سزائے موت ہوئی وکلاء نے بہت قانون نکتے اس کو بتائے کہ تم یہ بیان دیدو وہ بیان دے دو۔ لیکن غازی صاحبؒ نے

بھری عدالت میں ججوں کے سامنے عبدالقیوم نے گستاخ رسول کو جہنم واصل کردیا۔

فرمایا کہ میں نے جان دے کر یہ مرحلہ طے کیا ہے کوئی غلطی نہیں کی لہذا شہادت کو کھونا نہیں چاہتا غازی عبدالقیوم شہید جو نام کا بھی غازی تھا کردار کا بھی غازی ثابت ہوا اور یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ موضع غازی کمبل کا رہنے والا تھا۔ کراچی میں وکٹوریہ گاڑی چلاتا تھا جو نامارکیٹ کی مسجد میں گیا تو وہاں خطیب صاحب توہین پیغمبر کا واقعہ بیان کر رہے تھے اس واقعہ کی ساری بات سننے کے بعد اس نے تاریخ کا پتہ کیا۔ کہ کس عدالت میں مجرم کی تاریخ ہے اور کب ہے چنانچہ تاریخ پر عدالت میں پہنچا۔ مجرم نتھورام کے بارے میں پوری معلومات کر کے ارادوتاً" اس کے قریب بیٹھا۔ جب غازی عبدالقیوم شہید نے نتھورام کو عدالت میں ڈھیر کردیا تو شاہ برطانیہ "جارج پنجم" کی تصویر جو عدالت میں لٹک رہی تھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کرسکتے۔ تو میں اپنے آقا و مولیٰ کی شان میں گستاخی کیسے برداشت کرلوں جس کا فیصلہ تمہارا قانون نہ کرسکا۔ اس کا میں نے فیصلہ کردیا ہے۔ اس مقدمہ میں بڑی معرکتہ الآراء بحثیں ہوئیں مسلمانوں نے اس مقدمہ میں حکیم الامت علامہ اقبال" مولانا ابوالکلام آزاد" مولانا ظفر علی" علی خان' مولانا سید عطاء اللہ شاہؒ صاحب بخاری کو بطور گواہ طلب کرنے کی درخواست کی لیکن انگریزی عدالت نے کوئی بات نہ تسلیم کی مقدمہ کی سماعت کا جب فیصلے کی تاریخ تھی تقریباً" ۲۵ ہزار مسلمان عدالت کے باہر موجود تھے چنانچہ غازی عبدالقیومؒ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ وہ کراچی کے ایک قبرستان میں آج بھی آسودہ خاک ہیں۔ احقر کو ان کی قبر پر حاضری کا کئی دفعہ شرف حاصل ہوا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

●●

کمپنیوں کے شیئرز

مسئلہ کی تفصیل سے قبل کمپنی اور اس کے حصص (Shares) کا کچھ اجمالی خاکہ رقم کیا جاتا ہے تاکہ علی وجہ البصیرۃ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد دنیا کا اقتصادی نظام درہم برہم ہوا اور ۱۹۳۰ء میں عالمی کساد بازاری ہو گئی اسی طرح دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ کے ممالک اپنا اقتصادی استحکام قائم نہ رکھ سکے تو سترھویں صدی کے آغاز میں بڑے بڑے کارخانے لگانے کی منصوبہ بندی کی گئی مگر اس کے لئے عظیم سرمائے کی ضرورت تھی جس کو کوئی ایک شخص اکیلا یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کرسکتے تھے تو اس وقت عام لوگوں کی منتشر بچتوں کو یکجا کرکے ان سے اجتماعی فائدہ اٹھانے کے لئے کمپنی کا نظام رائج ہوا۔

۱۔ کمپنی کے نظام اور شرکت میں چند بنیادی فرق ہیں۔ شرکت میں ہر شریک کی الگ الگ ملکیت متصور ہوتی ہے جبکہ اس نظام میں کئی افراد کے مجموعہ کو ایک شخص قانونی جس کو (legal Person) (Fictiton Person) (Juristic Person)) کہا جاتا ہے قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس شخص قانونی پر مبنی نظام کو کارپوریشن کہتے ہیں جس کی ایک قسم کمپنی ہے۔

۲۔ شرکت میں اگر کوئی شریک شرکت فسخ کرکے اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے جبکہ کمپنی میں حصہ دار (Share Holder) اپنا سرمایہ نہیں نکال سکتا البتہ اپنے حصص (Shares)) کسی دوسری کو فروخت کرکے لاتعلق ہوسکتا ہے۔

۳۔ شرکت میں عموماً" حصہ داروں کی ذمہ داری کاروبار کے اثاثوں تک محدود نہیں ہوتی جبکہ کمپنی کے نظام میں ذمہ داری اثاثوں (Assets) تک محدود ہوتی ہے۔

۴۔ شرکت میں وہ شخص قانونی (Legal Person) مدعی یا مدعی علیہ بنتا ہے جس کی نمائندگی عدالت میں مجلس الادارہ (Board Of Diretors) کرتی ہے، حصہ داران (Share Holders) کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ابتداء" کمپنیاں عموماً" نیم سرکاری ہوتی تھیں اور

مفتی منیر احمد اخون

حکومت کے چارٹر (اجازت نامہ) کے تحت غیر ملکی تجارت کے لئے وجود میں آتی تھیں اور انہیں بہت وسیع اختیارات دیئے جاتے تھے بسااوقات ان کو قوانین تجارت بھی وضع کرنے کا اختیار ہوتا تھا۔

سکہ ڈھالنے، فوج اور پولیس رکھنے کا بھی اختیار ہوتا تھا، برصغیر پر قابض ہونے والی "ایسٹ انڈیا کمپنی" بھی اسی قسم کی ایک کمپنی تھی، اب اس قدر وسیع اختیارات کے ساتھ ایسی ریاستی کمپنیاں موجود نہیں رہیں بلکہ صرف تجارتی کمپنیاں رہ گئیں جو حکومت کی اجازت سے قائم ہوتی ہیں۔

کمپنی کے تشکیلی اور تنظیمی مراحل طے ہونے کے بعد جب حکومت اس کے قیام کی اجازت دیتی ہے تو سرمائے کی حد بندی کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے سرمائے کے حصص (Shares) جاری کئے جاسکتے ہیں یا اتنے سرمائے میں لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جاسکتی ہے اس کو منظور شدہ سرمایہ (Authorised Capital) کہتے ہیں۔ کمپنی عموماً" پورے منظور شدہ سرمائے کے شیئرز جاری نہیں کرتی بلکہ اس سے کم سرمائے کے شیئرز جاری کرنے کا اعلان کرتی ہے جس کو جاری کردہ سرمایہ کہا جاتا ہے۔ منظور شدہ سرمائے میں سے کچھ مقدار ایسی مقرر کردی جاتی ہے جو کمپنی قائم کرنے والوں کی طرف سے شامل کی جائے گی اس کو (Sponsors Capital) کہتے ہیں، پھر حصص (Shares) جاری کرنے کے بعد عوام یا کمپنی قائم کرنے والوں نے جتنے سرمائے کے حصص (Shares) لینے کا وعدہ کرلیا ہے اس کو اشتراک شدہ سرمایہ کہا جاتا ہے اور عملاً" سرمائے کا جس قدر حصہ کمپنی کو ادا ہوچکا ہے وہ ادا شدہ سرمایہ (Paidup Capital) کہلاتا ہے۔

جب لوگ کمپنی کے حصص (Shares) لے کر سرمایہ دے دیتے ہیں تو کمپنی حصہ داران (Share Holders) کے نام ایک سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے جو اس بات کی سند ہوتی ہے کہ اس شخص کا کمپنی کے اثاثوں (Assets) میں کتنا حصہ ہے اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں حصہ، عربی میں السہم اور انگریزی میں (Share) کہتے ہیں۔

یہ شیئرز کمپنی کے اثاثوں میں شیئرز ہولڈرز (Shares Holders) کی متناسب ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں خواہ وہ اثاثے رواں (Crunt Assets) ہوں یا جامد (Fixed Assets) ہوں یا غیر مادی (Intangible Assets) ہوں۔

کمپنی سال بھر کاروبار کرنے کے بعد سالانہ نفع کا حساب لگاتی ہے کہ کتنا نفع ہوا؟ اس کے بعد اس

منافع کا کچھ حصہ بطور احتیاط محفوظ کرلیا جاتا ہے تاکہ آئندہ کمپنی کو کوئی خسارہ ہو تو اس سے تدارک کیا جاسکے اس احتیاطی نفع (Reserve) کا تعین عموماً" بورڈ آف ڈائریکٹرز (Board Of Directors) کرتا ہے اور قانوناً" بھی اس کی حد بندی ہوتی ہے اس لئے کہ احتیاطی نفع (Reserve) منہا کرکے باقی نفع پر ٹیکس لگتا ہے چنانچہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی کمپنی ٹیکس سے بچنے کے لئے زیادہ نفع احتیاطی نہ رکھ لے' احتیاطی (Reserve) نکالنے کے بعد بقیہ نفع حصہ داران (Share Holders) میں تقسیم ہوتا ہے اس کو قابل تقسیم نفع (Divedend) کہا جاتا ہے اور کمپنی کا کل منافع (Profit) کہلاتا ہے قابل تقسیم نفع (Claim) کی تقسیم عموماً" دو طریقہ سے ہوتی ہے۔

کبھی تو نقدی (Cash) کی شکل میں منافع حصہ داران (Share Holders) کے سپرد کردیا جاتا ہے۔

کبھی اس منافع کے مزید حصص (Shares) جاری کردیئے جاتے ہیں جن کو بونس شیئرز (Bonus Shares) کہتے ہیں' بونس شیئرز جاری کرنے سے کمپنی کا سرمایہ بڑھ جاتا ہے ایسا عموماً" اس وقت ہوتا ہے جب کمپنی کی نقدی حالت (Cash Position) کمزور ہو یعنی اس کے پاس نقد رقم کم ہو تو بجائے نقد نفع دینے کے مزید حصص (Shares) جاری کردیئے جاتے ہیں۔

کبھی مزید سرمایہ حاصل کرنے کے لئے کمپنی نئے حصص (Shares) جاری کرتی ہے جبکہ منظور شدہ سرمایہ (Authorisedcapital) میں اس کی گنجائش ہو یا دوبارہ اجازت لی جاتی ہے' یہ حصص (Shaers) جو اب جاری کئے گئے ہیں ان میں قدیم حصہ داران کا ترجیحی حق ہوتا ہے کہ اگر وہ نئے حصص لینا چاہیں تو لے لیں' جن نئے حصص میں ترجیحی حق ہوتا ہے ان کو ترجیحی حصص (Right Shares) کہتے ہیں یہ حق شفعہ سے ملتا جلتا ہے' اس میں قدیم حصہ داران کو دو فائدے ہوتے ہیں۔

عموماً" کمپنی کا کاروبار شروع ہونے کے بعد شیئرز کی بازاری قیمت (Market Value) موسوم قیمت (Face Value) سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے ان کے خریدنے میں نفع ہوتا ہے اس نفع کے لینے کا حق قدیم حصہ داران کو دیا جاتا ہے۔ مثلاً" موسوم قیمت اگر دس روپے ہے تو بازاری قیمت (Market Value) بیس روپے ہوتی ہے تو شیئرز خریدا جائے گا دس روپے میں اور فروخت ہوگا بیس روپے میں تو شیئرز ہولڈر (Share Holder) کو دس روپے کا نفع حاصل ہوگا۔

دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مزید حصص (Shares) جاری کرنے سے قدیم حصہ داران کی کمپنی کے اثاثوں (Assets) میں شرکت کی نسبت میں کمی آجاتی ہے' ان کو اپنی سابقہ نسبت بحال رکھنے کے لئے نئے شیئرز خریدنے کا ترجیحی حق دیا جاتا ہے مثلاً" پہلے کمپنی میں ایک لاکھ روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا جس میں کسی نے دو ہزار روپے کے شیئرز لئے تھے تو اس کی شرکت کی نسبت دو فیصد ہے اب جب کمپنی نے ایک لاکھ کے مزید شیئرز جاری کردیئے تو کمپنی کا کل سرمایہ دو لاکھ ہوگیا تو دو ہزار کی نسبت دو لاکھ میں ایک فیصد رہ جائے گی اس لئے قدیم حصہ داران (Shares Holders) کو حق دیا گیا کہ مزید دو ہزار کے حصص (shares) خرید کر دوبارہ نسبت دو فیصد کرلیں۔

اجمالی خاکہ کے بعد اب شیئرز کی خرید و فروخت کے جواز کی شرائط بیان کی جاتی ہیں:۔

شیئرز کی خرید و فروخت کے جواز کی پہلی شرط یہ ہے کہ کمپنی کی پیداوار (Production) فی نفسہ جائز اور حلال ہو' یہی وجہ ہے کہ بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے شیئرز خریدنا ناجائز ہے کیونکہ یہ سودی کاروبار کرتے ہیں اسی طرح شراب کشید کرنے والی کمپنیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ یہاں یہ اشکال ہے کہ بسا اوقات کمپنی اصلاً تو حلال کاروبار کرتی ہے مگر کسی نہ کسی طرح سودی لین دین میں ضرور ملوث ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شاید ہی کوئی کمپنی ایسی ہو جو سودی لین دین کے بغیر چل رہی ہو اس لئے کہ کوئی بھی کمپنی جب تک بینکوں سے سود پر بڑے بڑے قرضے لے کر سرمایہ کاری (Investment) نہ کرے یا ایک بڑی رقم بینکوں کے سودی اکاؤنٹ میں رکھ کر اس پر سود وصول نہ کرے تو اس وقت تک وسیع پیمانے پر پیداوار (Production) ہی نہیں کرسکتی تو ایسی صورت میں حصہ داران (Share Holders) کا سودی لین دین میں کمپنی کے ساتھ تعاون لازم آتا ہے جو کہ تعاون علی الاثم ہے تو حصہ دار (Share Holder) کمپنیوں کے اس غیر شرعی اقدام سے کس طرح بری الذمہ ہوسکتے ہیں؟

شریعت میں اس کا بھی حل موجود ہے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بینکوں سے سودی لین دین ایسی کمپنیوں کا اصلاً" کاروبار نہیں بلکہ ایک ذیلی اور ضمنی کام ہے اور یقیناً" آج بیشتر کمپنیاں اسی نوعیت کی ہیں جو ضمنی طور پر سودی لین دین میں ملوث ہیں۔ دراصل کمپنیوں کے سودی لین کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ کمپنیاں بینکوں یا دوسرے مالیاتی اداروں (Financial Instituions) سے بڑے بڑے قرضے لیتی ہیں اور اس پر مقررہ مدت کے مطابق سود (Intersest) ادا کرتی ہیں' شرعی نقطہ نظر سے کمپنیوں کا یہ فعل قطعاً" حرام اور سخت گناہ ہے مگر اس صورت میں کمپنی کی آمدنی میں حرام اور سودی عنصر شامل نہیں ہوتا کیونکہ یہاں سود دیا جارہا ہے وصول نہیں کیا جارہا' چنانچہ شرعاً" وہ کمپنی اس قرض کی مالک بن جاتی ہے اور اس کے ساتھ کاروبار کرکے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ بھی حلال ہے۔

(بحوالہ امداد الفتاویٰ ص ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ج ۳)

اب رہا یہ سوال کہ حصہ دار (Share Holder) اس گناہ سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ تو حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نے اس کا یہ حل بتلایا ہے کہ "حصہ دار (Share Holder) کسی طرح یہ آواز اٹھائے

کہ میں سودی لین دین پر راضی نہیں ہوں" تو اس کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے یا کمپنی کے ذمہ داران (Board Of Directors) کے نام اس مضمون کا خط لکھ دینا بھی کافی ہوسکتا ہے۔(

امداد الفتاوی ص۱۰۰۳۔ج ۳)

کیونکہ کمپنی اس حصہ دار (Share Holder) کے وکیل کی حیثیت سے کام کرتی ہے جب حصہ دار کی طرف سے سودی لین دین سے منع کردیا گیا تو سودی لین دین میں کمپنی کی وکالت باطل ہوگئی' اس کے باوجود اگر کمپنی سودی لین دین کرے گی تو اس کی وہ خود ضامن ہوگی حصہ دار (Share Holder) بری الذمہ ہے۔

بحوالہ امداد الفتاوی ص۴۹۱۔ج ۳)

اور آج کل اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ الجمعیہ العمومینہ (Annual General Meeting) جس کو مختصراً (A.G.M) سے بھی تعبیر کرتے ہیں' کے سالانہ اجلاس میں حصہ دار کہہ دے میری طرف سے سودی لین دین کی اجازت نہیں ہے' تو سودی لین دین میں کمپنی کی وکالت باطل ہوجائے گی اور حصہ دار انشاء اللہ اس گناہ سے بری الذمہ ہوگا۔

اس پر بھی یہ اشکال ہوسکتا ہے کمپنی کے ذمہ داران شرکت کی وجہ سے اس حصہ دار کے وکیل (Agent) تو بہرحال ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جو آواز اٹھائی جارہی ہے اس پر عمل نہیں ہوگا تو وکالت (Agency) کے ہوتے ہوئے ایسی غیر موثر آواز اٹھانے سے وہ بری الذمہ کیسے ہوسکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کمپنی کی وکالت اس وکالت سے مختلف ہے جو شرکت (Partner Ship) میں ہوتی ہے اس لئے کہ شرکت میں ہر شریک کی وکالت اس درجہ قوی ہوتی ہے کہ ایک شریک بھی اگر کسی کاروبار سے اختلاف کردے تو وہ کاروبار نہیں کیا جاسکتا لہٰذا شرکت میں فیصلے اتفاق رائے سے ہوتے ہیں جبکہ کمپنی میں وکیل اور موکل کا رشتہ اس درجہ قوی نہیں ہوتا کہ ایک حصہ دار (Share Holder) کا اختلاف بھی وزن رکھتا ہو چنانچہ کمپنی کے کاروبار کے فیصلے کثرت رائے سے ہوتے ہیں اتفاق رائے سے نہیں اور نہ ہی حصہ داران کی اس قدر کثیر تعداد کے ہوتے ہوئے اتفاق رائے سے کام چلانا ممکن ہے لہٰذا جہاں کثرت رائے سے فیصلے ہوتے ہوں وہاں کوئی شخص سودی لین دین کے خلاف آواز اٹھادے مگر اقلیت میں ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہ ہو اور سودی لین دین بدستور جاری رہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سودی لین دین اس کے خلاف آواز اٹھانے والوں کی توکیل اور رضامندی سے ہورہا ہے خلاصہ یہ کہ جب کمپنی کا اصل کاروبار تو جائز ہو مگر ضمنی طور پر سودی قرض لیتی ہو تو اس کے شیئرز لینا جائز ہے بشرطیکہ سودی لین دین سے برات کا اظہار کردے۔

کمپنیوں کے سودی لین دین کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ آج کل بیشتر کمپنیاں زائد رقم بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹ (Saving Account) میں رکھواکر اس پر سود وصول کرتی ہیں' اس صورت میں دو شرعی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔

ایک سودی لین دین اور اس کی اعانت اس سے بچنے کا طریق کا مذکور ہوچکا۔

دوسری قباحت یہ کہ اس صورت میں کمپنی کی آمدنی میں حرام اور سودی عنصر شامل ہوجاتا ہے اور پھر وہی منافع حصہ داران (Share Holders) میں ڈیویڈنڈ (Dividend) کی شکل میں تقسیم کردیا جاتا ہے تو اس میں موجود سودی عنصر سے کس طرح بچا جاسکتا ہے؟

اس کا حل یہ ہے کہ ہر کمپنی انتظامی طور پر پابند ہوتی ہے کہ اپنے کاروباری سال کے اختتام پر دو اعلان شائع کرے ایک تختہ توازن (Ralance Sheet) جس میں کمپنی کے اثاثوں (Assets) ور امانتوں (Liabilities) کی تفصیل مذکور وتی ہے دوسرا اعلان گوشوارہ نفع و نقصان (Lncome Statments) جس میں اس ت کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس سال کمپنی کا کتنا نافع ہوا اور اس میں کتنا فیصد سودی لین دین سے حاصل ہوا اور کتنا غیر سودی' چنانچہ انکم اسٹیٹمنٹ کو دیکھ لیا جائے کہ کتنا فیصد سودی ہے تو اتنا ہی فیصد ہر حصہ دار (Share Holder) اپنے ڈیویڈنڈ (Civedend) میں سے منہا کرکے بغیر نیت ثواب کے صدقہ کردے تو باقی ڈیویڈنڈ (Dividend) حلال اور طیب ہے۔

امداد الفتاوی ص۴۸۸ ج ۳)

مختصر یہ کہ کسی کمپنی کے شیئرز کے خرید و فروخت کی کل چار شرائط ہیں۔

کمپنی کا فی نفسہ کاروبار جائز ہو۔

موسوم قیمت (Face value) سے کم و بیش پر فروخت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کمپنی کے جامد اثاثے (Fixed Assets) مثلاً" مشینری' عمارت وغیرہ بھی موجود ہوں۔

سودی لین دین سے برءت کا اظہار کردے۔

کمپنی کی آمدنی میں سود شامل ہو تو ڈیویڈنڈ (Dividend) میں سے اتنے فیصد منہا کرکے بغیر نیت ثواب صدقہ کردیا جائے۔

●●

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۲۰۳، —

پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

زیر نظر مضمون جو کہ قارئین کی معلومات کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ دراصل ۲؍ مارچ ۱۹۵۵ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کی ایک تقریب میں پڑھا گیا جو کہ "آل پاکستان انٹر کالجیٹ ڈیبٹس" کے تحت منعقد ہوئی جس میں ایک بحث رکھی گئی جس کا عنوان تھا۔ "اس ایوان کی رائے میں پردہ ملک کی ترقی راہ میں رکاوٹ ہے۔" اس بحث میں مختلف کالجز کی طالبات نے حصہ لیا۔ ستم ظریفی کی بات کہ ایک باپردہ طالبہ "پروین رضوی" جو کہ پردہ میں رہ کر اس بحث میں حصہ لینا چاہتی تھی لیکن اسے اس بات کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس طالبہ نے مجبوراً" چادر اوڑھ کر حصہ لیا اور تقریر کی اور پہلا انعام حاصل کیا۔ مندرجہ ذیل مضمون بھی اسی طالبہ "پروین رضوی" جو کہ گورنمنٹ گرلز کالج ملتان کی تھرڈ ایئر کی طالبہ تھیں کی تقریر پر مشتمل ہے۔ اپنی اس تقریر میں اس طالبہ نے ایسے پراثر دلائل پیش کئے سامعین ایسے متاثر ہوئے کہ بحث کے اختتام پر ایوان سے پردہ کے بارے میں جب ووٹ لئے گئے تو "پردہ" کی حمایت میں ۹۹ فیصد ووٹ آئے۔ جبکہ صرف ایک فیصد ووٹ پردہ کے خلاف پڑے۔

المرسل :۔ منیرہ ایم راجا سجاول

پروین رضوی

جناب صدر محترم و سامعین السلام علیکم

"پردہ" ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ پردہ ہے کیا؟ کیونکہ اس کے بغیر ہم پردہ کے فوائد اور نقصانات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس کے بعد ہمیں یہ بھی طے کرنا چاہئے وہ کون سی ترقی ہے جسے ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس بات کا فیصلہ کئے بغیر ہم یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟ "پردہ" عربی زبان کے لفظ "حجاب" کا لفظی ترجمہ ہے جسے عربی زبان میں حجاب کہتے ہیں اور اسے فارسی میں پردہ کہا جاتا ہے۔ حجاب کا لفظ قرآن شریف کی اس آیت میں آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر گھر کی عورتوں سے کوئی چیز لینی ہو تو حجاب یعنی پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو اور اسی حکم سے پردہ کے حکم کی ابتداء ہوئی۔ اس کے بعد اس سلسلے میں جتنے احکامات آئے ان سب کو احکام حجاب یعنی پردہ کے احکامات کہا گیا۔ پردے کے احکامات قرآن شریف کی چوبیسویں اور تینتیسویں سورت میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں انہی سورتوں میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں عزت اور وقار کے ساتھ رہیں۔ اپنے حسن و زینت کی نمائش نہ کیا کریں جیسا جاہلیت کے دور میں عورتیں کیا کرتی تھیں۔ گھر سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر بڑی چادر اوڑھ کر نکلیں اور آواز والے زیور پہن کر نہ نکلیں۔ گھر کے اندر بھی محرم اور غیر محرم مردوں کے درمیان فرق کریں۔ محرم مردوں اور تعلق والی عورتوں کے علاوہ کسی کے سامنے زینت کے ساتھ نہ آئیں زینت کے وہی معنی ہیں جو کہ ہمارے زمانے میں (میک اپ) بناؤ سنگھار اور فیشن کے ہیں ان میں فیشن ایبل لباس، زیور اور میک اپ تینوں چیزیں شامل ہیں۔ اور پھر محرم مردوں کے سامنے بھی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے سینے کو ڈھانپیں اور ہر قسم کے ستر کو چھپائیں اور گھر کے مردوں کو بھی ہدایت کی گئی کہ چاہے ماؤں اور بہنوں کے سامنے آنا چاہیں تو اجازت لے کر آئیں تاکہ ان کی نگاہ اچانک ایسی حالت میں نہ پڑے کہ وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کھولے بیٹھی ہوں۔ یہ وہ احکامات ہیں جو کہ قرآن پاک میں دیئے گئے ہیں اور ان کا نام "پردہ" ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت کا ستر چہرہ، کلائی تک دونوں ہاتھ، اور پنڈلی تک دونوں پاؤں کے علاوہ ان کا پورا جسم ستر میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایسے باریک اور چست کپڑے نہ پہنیں جس سے جسم کے اندرونی حصے ظاہر ہوجائیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے عورتوں کو محرم مردوں کے علاوہ کسی بھی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے منع فرمایا ہے پیغمبر ﷺ نے عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے مسجد کے اندر نماز باجماعت کے لئے عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ جگہیں مقرر فرمائی تھیں اور یہ بھی اجازت نہ تھی کہ مرد اور عورتیں سب مل کر ایک صف میں نماز پڑھیں۔ نماز سے

قراءت کے بعد حضور اقدس ﷺ اور دیگر تمام مرد صحابہ کرام اس وقت تک مسجد میں بیٹھے رہتے تھے جب تک عورتیں چلی نہ جائیں۔ پردے کے بارے میں یہ احکامات جس کا دل چاہے قرآن شریف کی سورت نور اور سورت احزاب اور احادیث شریف کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے اور جس چیز کو ہم پردہ کہتے ہیں اس میں چاہے عملی طرح سے کمی بیشی ہوگئی ہو لیکن اصول اور قاعدے وہی ہیں جو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ منورہ کے مسلم معاشرے میں جاری کئے تھے۔ اگرچہ میں اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر کسی کا منہ بند نہیں کرسکتی لیکن بغیر سوچے سمجھے اس آواز کا بلند ہونا کہ پردہ ہماری ترقی میں رکاوٹ ہے۔ ہماری لادینی ذہنیت کا واضح ثبوت ہے۔ یہ آواز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہے اور اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ (العیاذ باللہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی ہیں۔ اگر واقعتاً" ہم یہ سمجھتے ہیں تو پھر ہم خود کو ظاہری مسلمان کہلواتے ہیں اور دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے سے صاف انکار کررہے ہیں۔

اس سوال سے ہم یہ کہہ کر بری نہیں ہوسکتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پردے کا حکم ہی نہیں دیا ہے اور میں ابھی یہ عرض کرچکی ہوں کہ پردہ کیا ہے اور اس کے تفصیلی احکامات کو قرآن شریف اور احادیث کی معتبر کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

پردے کے بارے میں جو احکامات اسلام نے ہمیں دیئے ہیں اس پر اگر ذرا ہم غور کریں گے تو سمجھ میں آجائے گا کہ اس کے تین مقاصد ہیں پہلا یہ کہ عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان برائیوں کا دروازہ بند کردیا جائے جو کہ مخلوط سوسائٹی اور عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔

دوسرا یہ کہ مردوں اور عورتوں کے کام کاج کا دائرہ الگ الگ ہو اس لئے کہ فطرت نے جو کام عورتوں کے حوالے کئے ہیں ان کو وہ یکسوئی کے ساتھ پورا کرسکیں اور جو کام مردوں کے حوالے ہیں ان کو وہ آرام سے نبھاسکیں۔ تیسرا یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کیا جائے جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے نظاموں سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ پردے کو چھوڑ کر جن لوگوں نے گھر اور خاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے انہوں نے عورتوں کو غلام بناکر تمام حقوق سے محروم کردیا ہے اور جن مردوں نے عورتوں سے پردے کی پابندیاں ختم کی ہیں اس سے سوسائٹی میں خاندان کا نظام خراب ہوا ہے۔ اسلام عورتوں کو مکمل حقوق بھی دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خاندان کے نظام کو بھی درست رکھنا چاہتا ہے اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہوسکتا ہے جبکہ پردہ کے احکامات اس کی حفاظت کے لئے موجود ہوں۔

بھائیو اور بہنوں! میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے ان باتوں پر غور کرو۔ اگر اخلاق کا مسئلہ کسی کے پاس کوئی اہمیت نہیں رکھتا تو اس کا میرے پاس تو کوئی علاج نہیں لیکن جس کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت ہے تو اس کو سوچنا چاہئے کہ مخلوط سوسائٹی میں جہاں عورتیں بناؤ سنگھار کرکے آزاد گھومتی رہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں وہاں اخلاق بگڑنے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ہمارے اپنے ملک پاکستان میں یہ صورت حال جسقدر بڑھ رہی ہے جنسی جرائم بھی اس قدر بڑھتے جارہے ہیں اور اس کی خبریں آپ وقت بوقت اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔

اور ایسا کہنا کہ ان خرافات کی بنیاد پردہ ہے۔ جب پردہ نہ رہے گا تو مردوں کے دل عورتوں کو دیکھ دیکھ کر بھر جائیں گے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جہاں بے پردگی ہے وہاں مردوں کے دل عورتوں کو دیکھتے رہنے سے بھرے تو ان کی نفسانی خواہشوں کے تقاضوں نے معاملہ عریانی اور فحاشی تک پہنچایا اور پھر عریانی سے بھی دل نہ بھرے تو کھلم کھلا جنسی آزادی تک نوبت پہنچ گئی اور دل اس سے بھی نہیں بھرتے مزید کثرت سے جنسی جرائم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ کیا یہ بات اطمینان بخش ہے؟ اور یہ صرف اخلاق ہی کا سوال نہیں بلکہ ہماری پوری تہذیب کا سوال ہے۔ مخلوط سوسائٹی جس قدر بڑھتی جارہی ہے' عورتوں کے بناؤ سنگھار کا خرچہ بھی اسی رفتار سے بڑھ رہا ہے۔ اس لئے جائز آمدنیاں ناکافی ثابت ہورہی ہیں۔ نتیجہ نکلا ہے کہ ہر طرف رشوت' دھوکہ بازی اور دیگر حرام کاریاں بڑھتی جارہی ہیں اور ان حرام کاریوں نے ہمارے ملک کے نظام کو درہم برہم کردیا ہے ملک کا کوئی قانون اچھی طرح نافذ نہیں ہوسکتا۔ یہاں یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ جو لوگ اپنی خواہشات کو کنٹرول کے معاملات میں ڈسپلن کے پابند نہیں وہ دوسرے کسی معاملے میں ڈسپلن کے پابند نہیں ہوسکتے۔ جو شخص گھریلو زندگی میں وفادار نہیں وہ ساری قوم اور ملک کے معاملے میں وفادار ہوسکے یہ مشکل ہے۔ (مطلب یہ کہ جو اپنے پانچ فٹ کے قد پر اللہ کے نافذ کردہ قانون کی پابندی نہیں کرتا وہ ملک کی کروڑوں عوام پر اللہ کا قانون نافذ کس طرح کرسکتا ہے)۔

عورت اور مرد کے کام کاج کا دائرہ الگ الگ ہے۔ یہ فطرت کا تقاضا ہے فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے حوالہ کرکے یہ بتادیا ہے کہ اس کے کام کا اصل دائرہ کیا ہے۔ اور باپ بننے کا فرض مرد کے سپرد کرکے اشارہ کردیا ہے کہ اس کے حوالے کون کون سے کام سپرد کئے گئے ہیں۔ دونوں قسموں کی خدمات کے لئے عورت اور مرد کو الگ الگ جسم دیئے گئے ہیں الگ الگ قوتیں دی گئی ہیں۔ الگ الگ عادات دی گئی ہیں الگ الگ نفسیات دی گئی ہیں۔ فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے اس کو صبر و تحمل بخشا ہے۔ اس کی طبیعت میں نرمی پیدا کی ہے۔ اس کو ایک ایسی چیز دی ہے جسے "مامتا" کہتے ہیں وہ اگر اس میں

نہ ہو تو آپ اور ہم خیروخوبی سے پل کر جوان نہ ہوسکتے تھے۔ یہ کام جس کے ذمے دیئے گئے ہیں وہ عورت ہے اور جسے ان بھاری ذمہ داریوں سے آزاد کیا گیا ہے جو کہ ماں بننے کے لئے ضروری ہیں۔ آپ اس بانٹ کو اگر مٹانا چاہتے ہو تو فیصلہ کرلو کہ اب دنیا کو ماؤں کی ضرورت نہیں تو کچھ وقت گزرے گا کہ انسان ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے بغیر ہلاک ہوجائے گا۔ لیکن اگر یہ فیصلہ بھی نہیں کرتے اور قدرت کی اس تقسیم کو بھی مٹانا چاہتے ہو' یہ عورت سے سراسر ظلم ہے کہ ایک تو وہ پورا وزن اٹھائے جو کہ فطرت نے ماں بننے کے لئے اس کے ذمے رکھا ہے اور جس میں مرد ذرہ برابر بھی اس کی معاونت نہیں کرسکتا اور پھر اس کے علاوہ وہ مرد کے ساتھ مل کر سیاست' تجارت' صنعت' حرفت اور دفتر وغیرہ کے کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیتی رہے۔ خدارا ٹھنڈے دل سے غور تو کریں کہ انسانیت کی خدمت کا آدھا حصہ بلکہ آدھے سے زیادہ وہ ہے جسے عورت نبھاتی ہے کوئی مرد تل برابر بھی اس کا وزن نہیں اٹھاسکتا۔ باقی آدھے حصے میں بھی آپ چاہتے ہو کہ اس کا یہ وزن بھی عورت اٹھائے اس حساب سے تیسرا حصہ عورت کے ذمہ ہوا اور مرد کے ذمہ صرف چوتھائی حصہ' کیا یہ انصاف ہے؟ مذہب اسلام نے یہ مہربانی کہ عورت ہونے کے ناطے سے زنانہ خدمات سرانجام دے اور اس کو مرد کے برابر عزت' بلکہ ماں ہونے کی حیثیت سے کچھ زیادہ ہی عزت کی مستحق ہوئی۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ چیز ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ آپ چاہتے ہیں کہ عورت ماں بھی بنے' حکمران بھی بنے' جج بھی بنے' آفیسر بھی بنے' دکاندار بھی بنے اور پھر ناچے بھی گائے بھی اور عورت کھلونے کی طرح مردوں کے دل بھی بہلائے۔

آپ کو اس صنف نازک پر اتنا بوجھ رکھنے کی فکر ہے کہ وہ کسی کام کو بھی مکمل اور پوری طرح نہیں کرسکتی۔ آپ اس کے حوالے ایسا کام کرنا چاہتے ہو جس کے لئے وہ پیدا ہی نہیں کی گئی۔ آپ اسے اس میدان میں گھسیٹ رہے ہو جہاں وہ عورت ہونے کے ناطے مرد کا مقابلہ ہی نہیں کرسکتی۔ جہاں مرد ہمیشہ اس پر سبقت لے جائے گا۔ اور عورت کو اگر داد بھی ملے گی تو صنف نازک کی رعایت سے ملے گی' کمال کی وجہ سے نہیں بلکہ جمال کی وجہ سے۔ یہ بات تمہارے پاس ترقی کے لئے ضروری ہے۔ گھر اور خاندان کی اہمیت آپ نے "ترقی" کے جوش میں بھلادی ہے۔

حقیقت میں یہ وہ کارخانے ہیں جہاں "انسان" تیار ہوتے ہیں (انسان کی صحیح تربیت ہوتی ہے) یہ کارخانے جوتے اور ہتھیار بنانے سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ان کارخانوں میں جس قابلیت مہارت اور سوچ کی ضرورت ہے وہ قدرت نے سب سے زیادہ عورت کو عطا کئے ہیں وہ سب صلاحیتیں خالق کائنات نے عورت کو عنایت کی ہیں۔ ان کارخانوں میں کتنے ہی کام ہیں۔ اگر کوئی ایمانداری اور فرض شناسی سے اس کو کرنا چاہے جیسا اس کا حق ہے تو اسے سر اٹھانے کی بھی فرصت نہ ملے۔ اس کے علاوہ ان کارخانوں کو جتنا زیادہ قابلیت' سوچ بچار اور حکمت عملی سے چلایا جائے اتنے ہی اعلیٰ درجے کے انسان تیار ہوسکتے ہیں۔ ان کارخانوں کو اطمینان آرام اور اعتماد کے ساتھ چلانے کے لئے مذہب اسلام نے "پردہ" کا ڈسپلن قائم کیا ہے تاکہ عورت یہاں یکسوئی کے ساتھ اپنا کام نبھاسکے۔ اور اس کا دماغ غلط الطرف نہ جائے اور مرد بھی اچھی طرح اطمینان سے زندگی کے اس شعبے کو اس کے حوالے کردیں۔ ابھی آپ ترقی کی خاطر اس ڈسپلن کو ختم کرنا چاہتے ہو۔ اس کے ختم کرنے کے بعد دو کاموں میں سے ایک کام بہرحال تمہیں کرنا پڑے گا یا تو عورت کو ہندو تہذیب یا قدیم عیسائی تہذیب اور یہودی تہذیب کی پیروی کرتے ہوئے غلام بنادو تاکہ خاندانی نظام درہم برہم نہ ہو۔ یا پھر اس بات کے لئے تیار ہوجاؤ کہ انسان بنانے والے کارخانے تباہ اور برباد ہوجائیں اور اس کی جگہ جوتے اور ہتھیار بنانے کے کارخانے آباد ہوجائیں۔ میں آپ کو واضح طور پر بتانا چاہتی ہوں کہ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ عورت کو اسلام نے جو بھی قانونی اور معاشی حقوق دیئے ہیں ان کی بجائے آپ اسلام کا قائم کیا ہوا ڈسپلن توڑ دو اور اس کے باوجود آپ کا خاندانی نظام تباہ ہونے سے بچ جائے۔

بہرحال ترقی کا جو معیار آپ کے سامنے ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے سوچ لو کہ آپ کیا کھونا اور کیا حاصل کرنا چاہتے ہو "ترقی" بہت ہی وسیع لفظ ہے اس کا کوئی ایک مقرر کیا ہوا مفہوم نہیں ہے۔ مسلمان کسی زمانے میں بنگال سے لے کر اٹلانٹک سمندر تک حکمران رہے ہیں۔ سائنس اور فلسفہ میں وہ دنیا کے معلم تھے۔ تہذیب اور تمدن میں کوئی بھی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ معلوم نہیں کہ اس چیز کا نام ڈکشنری میں ترقی ہے یا نہیں؟ اگر وہ ترقی تھی تو میں عرض کروں گی کہ وہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں پردہ کا رواج تھا تاریخ اسلام بڑے بڑے اولیاء اللہ مفکرین' علماء' محدثین' مصنفین' فاتحین' حکیموں اور مجاہدوں کے ناموں سے بھری پڑی ہے وہ عظیم الشان انسان باپردہ ماؤں کی گود میں بڑے ہوئے تھے اور باپردہ ماؤں نے ان کی تربیت کی تھی۔ خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی عالمہ اور فاضلہ عورتوں کے نام ہمیں اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں وہ کتنے ہی علوم' فنون اور ادب میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ پردہ نے ان کو اس ترقی سے نہیں روکا تھا اب بھی اگر ہم اس قسم کی ترقی کرنا چاہیں تو باپردہ ہم ترقی کرسکتی ہیں۔ لیکن اگر کسی کے خیال میں ترقی صرف وہی ہے جو کہ مغرب والوں نے کی ہے تو انہوں نے تو یہ اخلاق اور خاندانی نظام کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ مغرب عورت کو اس کے کام کی جگہ سے نکال کر مرد کی جگہ لے آیا ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے کارخانوں اور کاروبار کو چلانے کے لئے وہ گئے

باقی ص ۲۲

ختمِ نبوّت پر

پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ

عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر انچارج

ان صفحات میں خصوصی کمیٹی کی قرارداد کا متن آئین میں ترمیم کا بل اور وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن دیا جارہا ہے جو انہوں نے ۷ر ستمبر سنہ ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی، جبکہ پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قانون پاس کیا۔

قرارداد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لئے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ، ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(اول) دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق ۳۔ کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً" قومی رجسٹریشن ایکٹ، ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد، ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

(قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کے لئے)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کیلئے

ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔ ۱۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ، ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ ۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین "اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کیے جائیں گے۔

۳۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، ۳۔ یعنی "جو شخص محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے"۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انہوں نے قومی اسمبلی میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو کی تھی۔

جناب اسپیکر!

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے' جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے' یہ ایک قومی فیصلہ ہے' یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے' خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ' بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ' جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جاسکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا' ایک بار نہیں' بلکہ کئی بار' ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا' اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا' لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کے حل کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لئے نہیں' بلکہ اس مسئلے کو دبادینے کے لئے تھا۔ کسی مسئلے کو دبادینے سے اس کا حل نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل و فہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کرکے اس مسئلہ کو حل کیا جائے' اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے' تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا' لیکن یہ مسئلے کا حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا' اور پس منظر میں چلا جاتا' لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلاسکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے' غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لمحات...... بھی آئے۔ تمام قوم گذشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم و رجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں' اور تقریریں کی گئیں' مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ر اور ۲۹ر مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہ تک جاؤں' لیکن میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ر جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں' میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کرلیا جاتا' جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لئے میری حکومت کے لئے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ر جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی' ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کردیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کردیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوادیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا' اور کوئی فیصلہ کردیتا۔ میں نے ان احباب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے۔ اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے میں حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں' اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انہیں بلا کر

اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا' وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے' میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی رد عمل اور اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے' جس کا اثر' مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے' لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔ پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لئے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے' اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول' سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہو گئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی' اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارت گری اور تخریب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر!

گذشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کئے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بد نظمی کا اور نراجی عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے' ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ لیکن میں اس موقع پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے' اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے' ہمارے لیے یہ ممکن ہو گا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انہیں رہا کر دیا جائے گا جنہوں نے اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر!

جیسا کہ میں نے کہا ہمیں امید کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں' یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں' یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں' مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جاسکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ اسی جذبہ کے تحت' ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کر لیا ہے۔

جناب اسپیکر!

کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے' لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا' یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ یہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا' ہر دیہات میں اس کا اثر تھا' اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی سکریٹریٹ کے

سامنے پیش کیا جاسکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انھیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نمٹنے کے لئے معمولی اقدامات کرسکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نپٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لئے قومی اسمبلی کے سامنے کئی ایک وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی' تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آسکتے؟ اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں' اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کرکے ان کا ریکارڈ رکھا جارہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کرسکتے' جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے۔ چونکہ اسمبلی کی کاروائی خفیہ رہی ہے' اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو' اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی' یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کو آشکار کردیں' کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کردیا جائے' ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لئے اور ایک نیا باب کھولنے کے لئے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے' آگے بڑھنے کے لئے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لئے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لئے اس مسئلے کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی' ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کردینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو' دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لئے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے' اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر!

میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انہیں بیان کرچکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے' یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کرسکتا' اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لئے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہوسکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہوسکتے ہیں' جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کرسکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہوسکیں گے جو گذشتہ نوے سال سے حل نہیں ہوسکا۔ اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا' تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہوگیا ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہوسکا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہوسکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ میں حل ہوچکا تھا' اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کرسکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کرلیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا' ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا' لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی' مجھے یاد ہے جب کہ حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان

باقی ص ۲۲ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری اور قادیانیت

محمد باقر جامی

آپ کا سلسلہ نسب کشمیر کے ایک نو مسلم خاندان سے ملتا ہے آبائی وطن سری نگر ہے باپ دادا پشمینے کا کاروبار کرتے تھے ایک دفعہ مال لے کر امرتسر آئے تو یہیں کے ہو رہے آپ کی ولادت ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں ہوئی ابتدائی تعلیم مولانا احمد اور مولانا غلام رسول قاسمی سے حاصل کی بعد ازاں حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان سے حدیث کی چند کتابیں پڑھیں پھر دہلی کا رخ کیا اور حضرت میاں صاحب کے درس میں شامل ہو گئے کچھ عرصہ وہاں پڑھنے کے بعد سہارنپور تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے دارالعلوم دیوبند چلے گئے یہاں کی دینی فضا علمی ماحول اور ایک خاص نصاب کی پابندی سے درسیات کی تعلیم انہیں بہت پسند آئی آپ نے حدیث و فقہ کی تعلیم حضرت شیخ الہند سے اور منطق فلسفہ اور علم ہیئت کی تعلیم دوسرے اساتذہ سے حاصل کی ابھی دیوبند ہی میں تھے کہ مدرسہ فیض عام کانپور کی کشش نے انہیں کھینچا اور معقولات کی ادق کتابیں پڑھنے کے لئے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں تشریف لے گئے حضرت کانپوری معقولات کی تدریس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے متحدہ ہندوستان کے دور دراز کے علاقوں سے معقولات کے شوقین ان کے پاس آتے تھے مولانا نے بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور معقولات کی بڑی بڑی کتابیں ان سے پڑھنے لگے حضرت کانپوری نے ان دنوں نئی نئی حدیث پڑھانی شروع کی تھی مولانا کو فن حدیث سے بڑی دلچسپی تھی ہندوستان کے بڑے بڑے محدثین سے حدیث پڑھ کر آئے تھے اس لئے حدیث کے اسباق میں مسلسل شریک ہوتے ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کا سالانہ جلسہ ہوا اس میں جن ۸ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی استاذ العلماء حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے کرائی ان میں ایک مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی تھے کان پور سے سند فراغت لے کر وطن پہنچے اور مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں درسیات کی تعلیم پر مامور ہوئے مولانا کو بچپن ہی سے مناظروں اور دینی مباحثوں سے بڑی دلچسپی تھی دوران تعلیم بھی مختلف مسلک کے طلبہ اور اساتذہ سے خوب مذہبی بحثیں کرتے رہے تھے اس سے نہ صرف ان کی معلومات میں غیر معمولی اضافہ ہوا بلکہ مناظرانہ داؤ پیچ بھی آ گئے اس زمانے میں آریہ سماجیوں اور عیسائی مبلغوں نے ہندوستان میں ایک طوفان مچا رکھا تھا وہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر رکیک حملے کرتے اور مسلمانوں میں دل آزار لٹریچر تقسیم کرتے جس سے اہل اسلام کے جذبات مجروح ہوتے اور وہ کفر کی اس حرکت پر جل بھن جاتے اس زمانے میں قادیانیت کے نام سے ایک نیا فتنہ نمودار ہوا یہ فتنہ دجل و تلبیس اور مکروفریب میں ان سے کسی طرح کم نہ تھا اور مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کر رہا تھا ان حالات میں مولانا کیلئے بیٹھنا بہت مشکل ہو گیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور مسلمانوں پر دلائل و براہین سے ان کا بطلان واضح کیا جائے مرزا نے ان دنوں مسیحیت کا دعویٰ کیا اور نزول مسیح کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں ڈیڑھ سو پیش گوئیاں تھیں اور مولانا ثناء اللہ مرحوم کو لکھا کہ قادیان آ کر کسی پیش گوئی کو جھوٹا ثابت کر دیں تو فی کس ایک ایک سو روپیہ دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ مرزا نے تو اس ارادے سے چیلنج دیا تھا کہ مولانا کیا آئیں گے اور کیا میری پیش گوئیوں کی تردید کریں گے مگر مولانا قادیان پہنچ گئے اور اپنی آمد کی اطلاع مرزا کو دی مرزا کہاں مناظرہ کرنے والا تھا وہ تو ان کی آمد سے اور برافروختہ ہو گیا اور ان سے جان چھڑانے کیلئے بے تکی شرطیں لگانے لگا آخر کار مناظرہ نہ ہو سکا مگر دونوں طرف سے باہمی مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا مولانا نے اپنے اخبار اہل حدیث میں مرزا کے دجل و فریب کا وہ پردہ چاک کیا کہ قادیان کے در و بام ہل گئے مولانا کے اس طوفانی انداز سے ایسا سٹپٹایا کہ گالیوں پر اتر آیا اور مولانا کو ذلیل پاجی کمینہ مفسد اور مفتری تک کہنے سے بھی نہ چوکا جب بہت زیادہ ذلیل و رسوا ہوا تو ان کے حق میں بددعا کرتے ہوئے کہا اے خدا میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اس اعلان کے بعد جھوٹا سچے کی زندگی میں چل بسا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہوا اور حضرت مولانا کا انتقال تقسیم ہند کے بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں ہوا مولانا کی ساری عمر مناظروں اور مباحثوں میں گزری قادیانیوں سے بھی انہوں نے عقلی و نقلی مناظرے کئے ان مناظروں میں انہیں شاندار کامیابی حاصل ہوئی انہوں نے عقلی و نقلی دلائل سے نہ صرف اپنے حریفوں کو چت کیا بلکہ انعامات بھی حاصل کئے ان میں ایک معرکۃ الآراء مناظرہ لدھیانہ کا ہے جس میں منصفین کے سرپنچ ایک سکھ وکیل سردار گوربچن سنگھ تھے جنہوں نے مناظرے کی پوری روداد سننے کے بعد اپنا فیصلہ مولانا کے حق میں دیا اور مولانا نے

باقی ص ۲۳ پر

عقیدہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام پر قادیانیوں کے چند شبہات

مرزا قادیانی نے متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے رفع ونزول جسمانی کو قرآن و حدیث اور اجماع امت کے تحت تسلیم کیا ہے مگر اس کے بعد اس سے منحرف ہو کر اس پر کئی بیہودہ اور فضول قسم کے اعتراضات بھی کرنے لگتا ہے مثلاً" ایک جگہ لکھتا ہے کہ

قادیانی شبہ نمبرا

"پھر مسیح کے بارے میں یہ سوچنا چاہئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح علیہ السلام اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اور کیا یہ مخالفوں کیلئے ہنسنے کی جگہ نہیں ہوگی۔"

ملاحظہ فرمایئے مرزا کی کتاب ازالہ اوہام ص۱۳۶ ،۱۴۷ طبع لاہور

گویا مرزا فلسفیوں اور سائنس دانوں سے الرجک ہو کر قرآن وحدیث اور اجماع امت سے دستبردار اور منحرف ہو رہا ہے۔ بلکہ اپنے سابقہ اقرار و اعتراف سے بھی اب آپ ذیل میں اسی ذات شریف کے فرمان مبارک سے ایسے فلسفیوں کے متعلق فتوی سماعت فرمایئے۔ ۔ ۔ مرزا لکھتے ہیں کہ

"اور جس کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الوراء لاادرک ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریئے خیال کرتا ہوں۔ میرا خود ذاتی مشاہدہ ہے کہ کئی عجائب قدرتیں خدا تعالیٰ کی ایسے طور پر میرے دیکھنے میں آئی ہیں کہ بجز اس کے کہ ان کو نیستی سے ہستی کہیں اور کوئی نام ان کا ہم رکھ نہیں سکتے ...... ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل وقیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپید کنار اور غیر متناہی ہیں۔

از چشمہ معرفت ص۲۹ مندرجہ روحانی خزائن ص ۲۸۱، ۲۸۲

ف ملاحظہ فرمایئے کہ جناب قادیانی صاحب جن فلسفیوں سے الرجک ہو کر امت کے اجماعی عقیدہ رفع جسمانی کا انکار کر رہے تھے ان کو پکے کافر اور دہریئے خیال کرنے لگ گئے ہیں تو پھر اب تو انہیں اس غیر محدود قدرتوں والے خدا پر یقین کر لینا چاہئے

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

کہ وہ قادر مطلق مسیح کو زندہ آسمان پر لے گیا ہے اور قرب قیامت وہ پھر دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے ورنہ خود بھی انہی پکے کافروں اور دہریوں کی لسٹ میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ شاید اسی بنا پر ایک جگہ اقرار کرنے کے قریب جا پہنچے کہ

"پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن شریف پر یہ اعتراض کیا کہ اس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام مع گوشت پوست آسمان پر چڑھ گیا تھا ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔" چشمہ معرفت ص۲۱۹ خزائن ج ۲۳، ص ۲۲۸ پھر اسی حصول اعتقاد کی بدولت مرزا نے معجزہ شق القمر اور انفجار حجر حقیقتہ" کا بھی اعتراف کر لیا ہے دیکھئے معرفت ص حوالہ بالا

اس سلسلہ میں مزید حوالہ جات۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

"قانون قدرت بیشک حق و باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں ڈاس کے علاوہ اور آلات اور محک بھی تو ہیں جن کے ذریعے سے اعلیٰ درجہ کی صداقتیں آزمائی جاتی ہیں بلکہ اگر سچ پوچھو تو قانون قدرت سے مسطلہ حکماء کے ذریعے سے جو جو صداقتیں معلوم ہوتی ہیں وہ ایک ادنیٰ درجہ کی صداقتیں ہیں لیکن اس فلسفی قانون قدرت سے ذرہ اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے جو نہایت دقیق اور غامض اور بباعث دقت وغموض موٹی نظروں سے چھپا ہوا ہے جو عارفوں پر ہی کھلتا ہے اور فانیوں پر بھی ظاہر ہوتا ہے اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کے قوانین شناس اس کو شناخت نہیں کر سکتے اور اس سے منکر ہی رہتے ہیں (ازالہ اوھام ص۵۵۸)

ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا قادیانی نہایت صفائی سے خدا کے فوق العقل قوانین قدرت بھی تسلیم کر رہا ہے۔ تو ہم اسی غامض اور دقیق قانون قدرت ہی کے تحت رفع مسیح کے قائل و معتقد ہیں۔ اس پر احمق فلسفی ملحد اور قادیانی استہزا کریں یا خلاف عقل کہیں ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہم تو خدا و رسول ﷺ کے فرمان پر یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ مزید سنئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ

خدا تعالیٰ کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر (خاص کر مرزا اور مرزائیوں پر جو مسیح کا رفع و نزول جسمانی خلاف قانون خداوندی کہتے ہیں۔ ناقل) کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنا و صدقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے چشمہ معرفت ص ۲۲۳ خزائن ص ۲۳۱ (لہٰذا مرزائیو تم رفع ونزول جسمانی کا انکار نہ کیا کرو)

جاننا چاہئے کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی بات کو جو ظہور میں آئے پہلے ہی اپنی عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کر دیں بلکہ اس کے ثبوت اور عدم ثبوت کا حال کتاب وسنت سے معلوم کریں اگر ثابت ہو تو اسے بھی قانون قدرت کی فہرست میں داخل کر لیں

ورنہ کہہ دیں کہ ثابت نہیں۔ ثابت شدہ امر کے متعلق ہم یہ کہنے کے ہرگز مجاز نہیں کہ یہ قانون قدرت سے باہر ہے۔ قانون قدرت سے کسی چیز کو خارج سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین پر محیط ہوں اور ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا ظاہر کرے گا اور جدید قدرتوں کے اظہار پر قادر ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا نعوذ باللہ عاجز آجائے گا؟ یا دوسرے قاہر نے اس پر جبر کیا ہوگا؟ بہرحال اپنے ایک محدود زمانے کے محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کرلینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کردینا سراسر جنون دیوانگی اور کوتاہ نظری ہے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶ تا۱۷)

پھر مزید آگے چل کر لکھتا ہے کہ

"آج کل کے بعض فلسفی الطبع اشخاص کو یہ بھاری غلطی لگی ہے کہ وہ قانون قدرت کو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں جس کی من کل الوجوہ حدوبست ہو چکی ہے اسی وجہ سے معجزات انبیاء کے بھی منکر ہیں۔ کتاب و سنت نے ان کے عقلی شیش محل کو پاش پاش کرکے رکھ دیا ہے اب بھی خدا تعالیٰ وقتاً "فوقتاً" اپنی قدرت کا اظہار کرتا رہتا ہے جس سے ان کے قاعدہ اور مغالطہ کی تار پود ٹوٹ کر رہ جاتی ہے قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں جس کے خلاف کرنے سے خدا عاجز ہو پس قانون قدرت وہی ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آوے زمانہ ماضی ہو یا حال اور استقبال میں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کو دکھانے سے تھک نہیں گیا نہ بے زور ہوگیا ہے نہ کسی خارجی قاہر سے مقہور و مجبور ہے۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۴۳ تا ۴۶ بحوالہ الحق) لصریح ص ۲۳)

ظاہر ہے کہ اس علیم و قدیر خدا نے اپنے پیارے نبی ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی بعض حکمتوں کی بناء پر زندہ مجید عنصری آسمان پر اٹھالیا جس کو اس نے وکان اللہ عزیزاً حکیما" کے عنوان سے بیان فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں بھی کسی انسان کو تعجب نہیں ہونا چاہئے' ورنہ وہ سراسر جنون دیوانگی ور کوتاہی نظری کا مریض شمار کیا جائے گا۔

مزید سنئے جناب قادیانی لکھتے ہیں کہ

"اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہو نیکی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقع ہیں مگر ان میں جس کو خدا چاہے اپنی قدرت کا نشان بنادے (یعنی اپنی قدرت سے زندہ بمع جسد عنصری آسمان پر اٹھالے اور وہاں ہزاروں سال تک زندہ رکھ کر دوبارہ زمین پر بھی بھیج دے۔ ناقل) چنانچہ مشاہدہ گواہ ہے کہ زمانہ حال میں بعض نے تین سو برس سے زیادہ عمر پائی جو بطور خارق عادت ہے تھوڑا عرصہ گزرا کہ مظفر گڑھ میں ایسا بکرا پیدا ہوا جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا چرچا شہر میں پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے روبرو دوھا گیا تو قریب ڈیڑھ سیر کے اس نے دودھ دیا ہر ایک دیکھنے والا یہی کہتا تھا کہ خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کردیا ہے۔) سرمہ چشم آریہ ص ۴۹ تا ۵۱)

جب خدا کی قدرت ایسی عجیب اور لامحدود ہے کہ عقل انسان وہاں حیران و سرگردان "ہے تو پھر نصوص شرعیہ صریحہ کو اس ناچیز عقل و درک کے بل بوتے پر نظر انداز کرنا کونسی معقولیت ہے جو قادر قیوم خدا چاند کو دو ٹکڑے کرسکتا ہے نر میں مادہ کی طرح دودھ پیدا کرسکتا ہے بلا مادر و پدر حضرت آدم کو پیدا کرسکتا ہے اور صرف مرد سے ہی عورت (حوا) کو وجود بخشی کرسکتا ہے بلا پدر حضرت مسیح کو عالم وجود میں لاسکتا ہے وہ عالی شان حضرت مسیح کو دشمنوں کے نرغے سے محفوظ فرماکر زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہیں پہنچاسکتا یہاں حسب تحریر خود فلسفیانہ موشگافیاں نظر انداز کرکے قرآن و حدیث کے مطابق صعود و نزول کا تسلیم کرنا کون سے ناممکنات میں سے ہے کیا جو رب قدیر اس خطہ ارضی پر اپنے خلیل کو آگ سے بحفاظت تمام محفوظ فرماسکتا ہے وہ حضرت مسیح کو کرہ زمہریہ اور ناریہ سے محفوظ فرماکر آسمان پر نہیں لے جاسکتا آخر سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو ان تمام کروں سے گزر کر ہی ہفت آسمان سے اوپر تک تشریف لے گئے تھے تو پھر حضرت مسیح کیلئے وہاں پہنچایا جانا کیوں خلاف عقل ہے کیا صرف اس لئے کہ آپ کی تشریف آوری سے مرزا کی دکانداری ٹھپ ہوجاتی ہے قادیانی کمپنی کے ایجنٹو' ملکہ بہادر کے جیالو! یاد رکھو قدرت الہیہ پر اعتراض کرنا خود خدا کا انکار کرنا ہے۔ اس کی قدرتوں کا انسانی عقل و فہم کب احاطہ کرسکتا ہے جو چیز قرآن و حدیث اور اجماع امت سے مسلم ہو اس پر بلا چوں وچرا یقین کرلینے ہی میں سلامتی ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔

الحاصل' مسئلہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام کا قانون قدرت کی آڑ لے کر انکار کرنا انکار خداوندی' باعث فساد عقیدہ اور موجب الحاد و دہریت ہے اللہ تعالیٰ ہر فرد انسانی کو فہم و بصیرت عطا فرمائے۔ (وکان اللہ عزیز الحکیما)

مرزا قادیانی اور قانون قدرت کا اعتراف

مرزا غلام احمد قادیانی حسب تحریر خود اور باقرار قادیانیان ۵۲ سال عمر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر جانا وہاں زندہ رہنا اور پھر واپس قرب قیامت تشریف لانا تسلیم کرتے ہیں۔ مرزائیوں کے ہاں مرزا کا یہ اعتراف بناپر جہل تھا کیونکہ ابھی تک اسے قرآن کی تمیں آیات کا پتہ نہ چلا تھا اجماع صحابہؓ کا بھی پتہ نہ چلا تھا۔ ابھی گلاب شاہ کی پیشگوئی کا سراغ بھی نہ چلا تھا نیز ابھی تک اس جاہل کو لفظ توفی کے صحیح مفہوم کا بھی علم نہ ہوا تھا حتیٰ کہ اسے مسلسل وحی و الہام کی بھی سمجھ نہ آرہی تھی۔ اور نہ ہی اسے فطرت صحیح اور عقل سلیم کا نور نصیب ہوا تھا۔

مگر اتنی بڑی بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی کہ ایک آدمی اتنا طویل عرصہ تک خلاف فطرت ہی چلتا رہے نور عقل سے اندھیرے میں رہ جائے وہ ۵۲ سال تک باوجود ملہم و محدث ہونے کے قانون قدرت بھی نہ سمجھ پائے عقل۔ یہ بات عقل قبول نہیں کرتی۔ آخر مرزا کتنا ہی بدھو اور موٹی عقل کا مالک ہو مگر وہ اتنا احمق اور ایسا بے عقل الو کیسے ہوسکتا ہے؟ ہے کوئی قادیانی جیالا جو اس گتھی کو سلجھائے۔

ناظرین کرام عقل تو وہ نور ہے جس سے جاہل اور تعلیم یافتہ دونوں مستفید ہوسکتے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر مرزا غلام اتنے طویل عرصہ تک ورطہ جہالت میں ہی غرق رہا قرآن مجید کی تمیں آیات اسے معلوم نہ ہوسکیں۔ اجماع صحابہؓ کی اسے خبر نہ ہوسکی تو کیا وہ عام عقل و تجربہ میں بھی اتنا ہی عاری تھا کہ وہ اس

عقیدے کے خلاف عقل و فطرت ہونے کو نہ سمجھ سکا ہو۔ ادھر مرزا کی سادگی کی دلیل میں مرزائیوں کا یہ کہنا بھی قابل توجہ ہے کہ ہمارے حضرت تو اتنے سادے اور فنافی اللہ تھے کہ انہیں دائیں بائیں کی خبر بھی نہ ہوتی تھی گھڑی کا ٹائم بھی نہ بتاسکتے تھے جوتے کے یمین و یسار کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ اور تو اور ہمارے حضرت کی محویت کا تو یہ عالم تھا کہ آپ ایک ہی جیب میں استنجا کے ڈھیلے اور گڑ کے ڈھیلے اکٹھے رکھ لیا کرتے تھے پھر بوقت ضرورت دونوں کی تمیز نہ رہتی تھی نیز ایک دفعہ شکایت کی کہ دیکھو کئی دن سے کوئی چیز پسلیوں میں چبھ رہی ہے جب دیکھا گیا تو اینٹ کا روڑ جیب سے نکلا۔ دیکھ کر فرمایا اوہو یہ تو محمود نے ڈال دیا تھا مجھے یاد نہیں رہا۔

قارئین کرام میرے نزدیک ممکن ہے کہ واقعی مرزائیوں کے حضرت صاحب ایسے ہی موٹی مت کے مالک ہوں یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کیفیت محض ایک فراڈ اور ڈرامہ ہو جو انگریز اور اپنی محبوب ملکہ برطانیہ کی خواہشات کی تکمیل کیلئے رچایا گیا ہو جس کے لئے ایسی محویت کی چادر اوڑھ کر مرحلہ وار اور قدم بقدم اپنے ہدف اور منزل مقصود تک پہنچنا مقصود ہو۔ آخر کسی کا نمک حلال ہونا بھی ایک قابل مدح بات ہے دنیا میں نمک حرام کہلانا کوئی بھی نہیں چاہتا۔

میرے خیال میں اصل بات یہی ہے جیسا کہ بندہ ناچیز بارہا اس حقیقت کو مدلل طور پر واضح کرچکا ہے۔

الحاصل یہ کہ مرزا قادیانی اور قادیانیوں کا قانون قدرت کی آڑ میں مسئلہ حیات و نزول مسیح سے انکار کرنا محض بے ہودہ ہے اور خود مرزا کی اپنی تحریرات کے بھی خلاف ہے۔

قادیانی شبہ نمبر۲

مرزا قادیانی اور امت قادیانیہ یہ شبہ بھی پیش کرتے ہیں کہ کوئی آدمی سو سال سے زیادہ مدت زندہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ بعض احادیث میں بھی آیا ہے۔

الجواب اس شبہ کے دو قسم کے جواب دیئے جائیں گے اجمالی، تفصیلی

۱"اجمالی اور کلی جواب یہ ہے کہ

اس قسم کے تمام شبہات و اعتراضات محض کوتاہ فہمی سے پیدا ہوتے ہیں یا جہالت اور ضد کی بنا پر، کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کی حد بندی کرنا نہایت بے ایمانی ہے اور وہ اپنا قانون اپنے خاص بندوں کے لئے بدل دیا کرتا ہے

چنانچہ یہی مرزا صاحب خود لکھتے ہیں اور متعدد مقامات پر اعتراف کرتے ہیں کہ

یہ خیال نہایت بے ادبی اور بے ایمانی ہے کہ وہ خدا جس کے اسرار وراء الوراء ہیں اور جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح ناپید کنار ہیں اس کے عجائبات قدرت کو کسی حد تک محدود کردیا جائے" (چشمہ معرفت ص ۲۱۲ خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۳)

پھر یہی مضمون سرمہ چشم آریہ ص ۴۳ تا ۴۷، برکات الدعا ص ۲۸، کشتی نوح ص ۱۹ براہین ضمیمہ ص ۲۳ ج ۵، شہادۃ القرآن ص ۵۰، سراج منیر ص ۲۶ پر بھی مندرج ہے

۲ "بلکہ اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے عجائب کام ناپیدا کنار ہیں اور وہ اپنے خاص بندوں کیلئے اپنا قانون ہی بدل لیتا ہے مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے"

اس کے قریب مضمون حقیقۃ الوحی ص ۴۹، ۵۰، خزائن ج ۲۱ ص ۵۲ میں بھی ہے۔

نمبر۲ جواب تفصیلی

جہاں کسی روایت میں یہ مفہوم آیا ہے تو وہاں عمومی عمروں کے متعلق بیان ہے ویسے ہر عموم میں خصوص ہوتا ہے دیکھئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی تو بظاہر یہ روایت تمہاری سو سال والی کے خلاف اور معارض ہو گئی لہٰذا ظاہر ہے کہ یہ عمومی اندازہ بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کے مطابق تو ساٹھ سال سے کم کسی کو نہ مرنا چاہئے اور نہ ستر سال سے متجاوز۔ ہونا چاہئے حالانکہ کئی افراد چند سال کے ہو کر فوت ہو جاتے ہیں کئی چند ماہ کے اور کئی چند دن کے اور کئی چند لمحوں کے بعد چل بستے ہیں۔ نیز دوسری طرف بھی کئی افراد ستر سے بڑھ کر ۸۰، ۹۰، ۱۰۰ بلکہ آج کل بھی کئی افراد ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال کے ہو کر مرتے ہیں۔ چنانچہ خود مرزا صاحب نے سبعہ معلقہ کے چوتھے قصیدہ کے مصنف کی عمر ۱۵۰ سال تسلیم کی ہے (نور الحق) ایک دوسرے شخص کی عمر تین سو سال لکھی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۴۶) لہٰذا ان روایات کا بیان عمومی سطح کا بیان ہو گا اور یہ کمی یا بیشی مستثنیات سے ہوں گی ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم یہ سارے ڈھکوسلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں بیان کر رہے ہو تو یاد رکھو تمہارا منصوبہ اور مقصد کبھی پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ واللہ خیر الماکرین خدا کی قدرتیں نہایت وسیع اور تمہاری سوچ نہایت محدود ہے۔

یاد رکھئے جو خدا اس متغیر جہان میں اصحاب کہف کو ۳۰۹ سال تک بلا خورد و نوش زندہ رکھ سکتا ہے وہ حضرت مسیح کو اس غیر متغیر جہاں میں آسمانی خوراک کے ماحول میں دو تین ہزار تک زندہ نہیں رکھ سکتا؟

ہر خطہ کا پیمانہ اوقات جدا جدا ہے۔ خداوند قدوس تو مکان و زمان کا مالک ہے اس کے ہاں وقت کا پیمانہ اور انداز انسانی ماحول سے الگ ہے چنانچہ قرآن میں وضاحت ہے کہ انسانی ماحول کے ایک ہزار سال کے تقابل میں خدا کے ہاں صرف ایک دن ہوتا ہے ایسے ہی انجیل پطرس ۳ ۲ میں بھی یہی پیمانہ مذکور ہے تو اس طرح اب تک مسیح علیہ السلام کو آسمان پر گئے ہوئے صرف دو دن ہوئے ہیں کوئی سال دو سال بھی نہیں ہوئے آخر تمہیں اتنی جلد واویلا کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟

جو خدا تعالیٰ اس متغیر جہاں میں حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کو ہزار اور اس سے اوپر زندہ رکھ سکتا ہے وہ اس آسمانی غیر متغیر جہاں میں مسیح کو دو چار ہزار سال بلا تغیر زندہ نہیں رکھ سکتا؟

جو مالک الملک قادر مطلق خدا تعالیٰ فرعون کے مادی بدن کو بعض حکمتوں کی بنا پر اس متغیر جہان میں جہاں

رد عیسائیت کے شائقین کے لئے انمول تحفہ

رد عیسائیت پر وسیع مطالعہ رکھنے والے اور علم مناظرہ کے فاضل جناب حکیم ڈاکٹر محمد عمران خان صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ "حقیقی نجات" کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔

جس میں عیسائی مذہب کو تمام عقلی، نقلی، بائبلی، قرآنی اور پادریوں کے دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ رد عیسائیت پر دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے ایک انمول تحفہ ہے۔

۱۰ روپے ڈاک کے لفافے میں رکھ کر ارسال کریں کتاب روانہ کردی جائے گی۔

پتہ۔ حکیم ڈاکٹر محمد عمران خان

ایس ٹی ۳/اے ۱۔ایف بی ایریا ۹ کراچی ۷۵۹۵۰

میت چوبیس گھنٹے بھی صحیح نہیں رہ سکتی تقریباً" چار ہزار سال تک محفوظ رکھ سکتا ہے وہ اس غیر متغیر جہان میں زندہ مسیح کو چند ہزار سال محفوظ نہیں رکھ سکتا ؟افلا تعقلون نبی جو حی قیوم ذات عالی شہداء فی سبیل اللہ کے اجساد مادیہ کو ہزار ہا سال تک بلاتغیر محفوظ رکھ سکتا ہے جیسا کہ ۱۹۳۲ء کو فرات کے کنارے پر دو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجساد مقدسہ کو آن کی آن میں لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کیا وہ ذات عالی اس غیر متغیر اور ملکوتی ماحول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چند ہزار سال غیر متغیرہ حالت میں نہیں رکھ سکتا غرضیکہ ایسی بے شمار مثالیں مزید بھی دی جاسکتی ہیں مگر ایک خدا کے قائل یا عقل و فکر کے مالک انسان کے لئے بالخصوص اس ایٹمی دور میں حیات مسیح کے قرآنی نظریہ میں شک و شبہ اور تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ خدا کو عزیزاً حکیماً" تسلیم کرتے ہوئے کسی بھی ایسی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا چاہئے وہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہو یا حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی ہو۔ عقل اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے ایک مومن کا کام انکار اور عقل پرستی نہیں ہوسکتا۔ ●●

ڈاکٹر کا مشورہ

باغی ختم نبوت مرزا محمود کے لاعلاج امراض پر قادیانیوں نے کروڑوں روپے خرچ کئے۔ ہوائی جہاز کے ذریعے بیرون ملک سے بہترین سے بہترین دوائیں منگوائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ ایک ماہر نفسیات کو جب علاج کے لئے بلایا گیا تو اس نے کہا کہ مریض کے جسم کے علاوہ اس کے خیال میں بھی فالج نفوذ کرچکا ہے' اسی لئے وہ قادیان کو یاد کرکے روتا ہے۔ اس کے خیالات کو ہٹانے کے لئے ڈاکٹر نے اس کے لئے نسخہ تجویز کیا کہ مریض ایک گیند لے کر اسے دیوار پر مارے' پھر پکڑے' پھر مارے اور دن میں کئی مرتبہ یہ مشق کرے۔ اس سے اس کے خیالات کا رخ بدل جائے گا لیکن جب ڈاکٹر کو یہ بتایا گیا کہ مریض چلنے پھرنے کے قابل نہیں تو پھر ڈاکٹر نے اس کے متبادل یہ علاج بتایا کہ مریض ربڑ کا گیند اپنے پاؤں کی محراب کے نیچے رکھ کر اسے دن میں کئی مرتبہ گھمائے۔ لیکن مریض یہ مشق کرنے کے بھی قابل نہیں تھا لہٰذا ڈاکٹر مذکورہ کا علاج چھوڑ دیا گیا۔

خدائی پکڑ

گستاخ رسول مرزا محمود کے علاج کے لئے بیرون ملک سے ایک بہت بڑے ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے مرزا محمود کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

"میں بیماری کا علاج تو کرسکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کرسکتا۔"

بقیہ : قومی اسمبلی

لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے' یہ حکومت کا فرض ہے' حزب مخالف کا فرض ہے' اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے۔ مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا' جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آکر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے' تو پھر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں' ہم پاکستانی ہیں' اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں تمام لوگوں' اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ!

بقیہ : مولانا ثناء اللہ امرتسری

یہ معرکہ بھی بڑی کامیابی سے سر کیا اس سے زیادہ مشہور وہ مناظرہ ہے جو مولانا نے قادیانی جماعت سے ریاست رامپور میں کیا اس میں نواب رامپور خود تشریف لائے اور شروع سے آخر تک پوری توجہ سے مناظرہ سنا مولانا نے قادیانیوں کے دجل و فریب اور مکر و تلبیس کا وہ پردہ چاک کیا کہ نواب صاحب ششدر رہ گئے اس معرکہ میں مرزائیوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا نواب صاحب آپ کی علمی قابلیت اور فنی مہارت سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ کو اس عظیم الشان کامیابی پر ریاست کی طرف سے سرٹیفکیٹ مرحمت کیا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"رام پور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرے کے وقت مولوی ابو الوفاء محمد ثناء اللہ کی گفتگو ہم نے سنی مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے مسرور و محظوظ ہوئے۔ دستخط

نواب صاحب بہادر

محمد حامد علی خان

آخر یہ موحد متورع عالم جلیل خادم دین متین مناظر اسلام جس کے بارے میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ ۳۰ سال تک بھی محنت کریں تو ان کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو اس دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

بقیہ : پردہ

کار کن تو حاصل کرلئے ہیں اور ظاہری طور پر بڑی ترقی بھی کرلی لیکن گھریلو اور خاندان کے نظام کو تباہ کردیا۔ آج بھی وہاں اگر جو گنتی کے گھر آباد ہیں وہ صرف گھر میں رہنے والی عورتوں کی وجہ سے آباد ہیں۔ مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنے والی عورتیں کہیں بھی گھریلو نظام نہیں چلا سکتیں اور نہ ہی ان میں یہ صلاحیت ہے۔ اور اب ان کے نکاح طلاق پر ختم ہورہے ہیں ان کے معصوم بچے تباہ ہورہے ہیں۔ ان کی اگر آرام اور سکون کے لئے جگہ ہے تو کلب یا ہوٹل میں گھر ان کے لئے آرام کی جگہ نہیں رہے۔ اور اپنے پیچھے کام کاج چلانے کے لئے بہترین انسان تیار کرنے کا کام انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اب اگر کوئی اس ترقی پر ناز کرتا ہے تو بھلے ناز کرے۔

2:1 "From Abu Hurairah, (Allah be pleased with him): Allah's Messenger Muhammad .... said: I have been bestowed with excellence over (other) Prophets in six respects: (1) I have been gifted with comprehensive words; (2) I have been supported through awe (being put in the hearts of enemies) (3) spoils have been made lawful to me; (4) the whole earth turned into a mosque for me and a means of purification; (5) I have been ordained as the Prophet for all humanity; and (6) the line of the Prophets has been terminated with me."

(Sahih Muslim, Vol. 1, p.199; Mishkat, p.512)

2:2 One Hadith containing similar subject matter is narrated in *Sahihain* from Hazrat Jabir, (Allah be pleased with him) that the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said: "I have been gifted with five qualities not bestowed upon anybody before me." At the end of this Hadith are the following words:

وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامةً .

(مشكاة ص٥١٢)

"Former prophets were sent to their people alone, whereas I have been sent as the Prophet to all mankind."

(Mishkat, p.512).

HADITH (3)

ADDRESS TO HAZRAT ALI

عن سعد بن أبي وقاص رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى أنت منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدى (صحيح بخارى ص٦٣٣ ج٢)

3:1 "From Sa'd bin Abi Waqqas, (Allah be pleased with him): said Allah's Messenger Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم to Hazrat Ali, (Allah be pleased with him) "You have the same relation with me as Haroon had with Moosa (peace be on them) except that there shall be no prophet after me."

(Sahih Bukhari Vol. 2, p.633).

3:2 According to another narration in Muslim the words are: "No prophethood after me."

(Sahih Muslim, Vol. 2, p.278).

وفى رواية للمسلم أنه لا نبوة بعدى (صحيح مسلم ص٢٧٨ ج٢)

This Hadith is 'Mutawatir' (i.e., it is transmitted by an unbroken chain of reliable narrators) because, apart from Hazrat Sa'd, similar narrations are accredited to the following distinguished Sahabah, (Allah be pleased with them):

3:3 Hadith from Hazrat Jabir bin Abdullah; (Allah be pleased with him).

(Recorded in Musnad Ahmad, Vol. 3, p.338)
(Recorded in Tirmizi,Vol. 2, p.214)
(Recorded in Ibn-e-Majah, p.12)

3:4 Hadith from Hazrat Umar, (Allah be pleased with him).

(Recorded in Kanzul Ummal, Vol. 11, p.607, Hadith No. 32934).

3:5 Hadith from Hazrat Ali, (Allah be pleased with him).
(Recorded in Kanz, Vol. 13, p.158, Hadith No. 36488 and in Majmauz Zawaid Vol. 9, p.110).

3:6 Hadith from Asma bint Amees, (Allah be pleased with her).
(Recorded in Musnad Ahmad, Vol. 6, p.438, and in Majma Vol. 9, p.109: and in Kanz, Vol. 11, p.607, Hadith No. 32937).

3:7 Hadith from Abu Saeed Khudri (Allah be pleased with him)
(Recorded in Majma Vol. 9, p.109 and in Kanz Vol. 11, p.603, Hadith No. 32915).

3:8 Hadith from Abu Ayub Ansari, (Allah be pleased with him).
(Recorded in Majma Vol. 9, p.111).

3:9 Hadith from Jabir bin Samrah, (Allah be pleased with him).
(Recorded in Majma Vol. 9, p.110)

3:10 Hadith from Umme Salma, (Allah be pleased with her).
(Recorded in Majma Vol. 9, p.109).

3:11 Hadith from Bra bin Aazib (Allah be pleased with him).
(Recorded in Majma, Vol. 9, p.111).

••

ومثل الأنبياءِ من قبلى كمثل رجل بنى بنيانا فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين .

(صحيح بخارى كتاب المناقب ص٥٠١ ج١ صحيح مسلم ص٢٤٨ ج٢ واللفظ له)

1:1 "From Abu Hurairah, (Allah be pleased with him): Allah's Messenger صلى الله عليه وسلم said:

"Certainly my example and the example of prophets earlier than me is like the example of a palace most elegant and most beautiful constructed by a person except (that he left in it) a blank space for a brick in one of its corners and that made the people (who were) going around it wonder (at its marvellousness) and exclaimed (in perplexion): "Why not is this brick inlaid in here!". The Prophet صلى الله عليه وسلم said, "I am that (corner's last) brick and I am the last of the prophets".

(Sahih Bukhari, Vol. 1, p.501 & Sahih Muslim, Vol. 2, p.248).

1:2 The above Hadith is also related by Hazrat Jabir bin Abdullah, (Allah be pleased with him,) and is included in *Musnad Ahmad, Sahih Muslim and Jama-e-Tirmizi. Sahih Muslim's* narration ends with these words:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنا موضع اللبنة جئت فختمت الأنبياءَ .

(مسند أحمد ص٣٦١ ج٣، صحيح بخارى ص٥٠١ ج١، مسلم ٢٤٨ ج٢، ترمذى ص٢٠٢ ج٢، ابن أبى شيبة ص٤٩٩ ج١١)

"Said Allah's Messenger صلى الله عليه وسلم 'So I am in place of this brick; I came and so I completed the chain of the prophets'".

(Musnad Ahmad, Vol. 3, p.361; Sahih Bukhari, Vol. 1, p.501; Sahih Muslim Vol. 2, p.248; Tirmizi, Vol. 2, p.202; Ibn-e-Abi Shaibah, Vol. 11, p.499).

1:3 The above Hadith is also related by Hazrat Abi bin Ka'b, (Allah be pleased with him,) as recorded in *Musnad Ahmad* and *Tirmizi*":

مثلى فى النبيين كمثل رجل بنى دارًا فأحسنها وأكملها وأجملها وترك منها موضع لبنة فجعل الناس يطوفون بالبناء . ويعجبون منه ويقولون لو تم موضع تلك اللبنة –وأنا فى النبيين موضع تلك اللبنة– قال الترمذى هذا حديث حسن صحيح .

(مسند أحمد ص١٣٧ ج٥، ترمذى ص٢٠٢ ج٢)

"My example among the prophets has a likeness (in the sense) that a man constructed a palace most lovely and perfect and extremely elegant but left the place of one brick incomplete in it (for subsequent inlaying); then people went around the palace and wondered (on its excellence) and said, "Would that space for one brick be also filled up!" The holy Prophet صلى الله عليه وسلم, said, "I am in place of this brick among the prophets". Imam Tirmizi calls this Hadith Hasan-Sahih.

(Musnad Ahmad, Vol. 5, p.137 & Tirmizi, Vol. 2, p.202).

1:4 This Hadith is also related in Sahih Muslim on the authority of Hazrat Abu Saeed Khudri, (Allah be pleased with him.) In *Musnad Ahmad* the words of the Hadith are:

«مثلى ومثل النبيين من قبلى كمثل رجل بنى دارًا فأتمها إلا لبنة واحدة فجئت أنا فأتممت تلك اللبنة»

(مسند أحمد ص٩ ج٣ واللفظ له صحيح مسلم ص٢٤٨ ج٢ جامع الأصول ص٥٣٩ ج٨ ابن أبى شيبة ص٤٩٩ ج١١)

"My example and that of other Prophets is as though a person constructed a palace and completed it but left (open) space for one brick only (in it); then I came, and I completed this one brick."

(Musnad Ahmad, Vol. 3, p.9; Sahih Muslim Vol. 2, p.248, Jamea ul Usool, Vol. 8, p.539; Ibn-e-Abi Shaibah, Vol. 11, p.499).

All these Ahadith, given above, are tangible examples of the precept of 'Khatme-Nubuwwat'. If human sensibility plays a fair game, honestly and judiciously, then these Ahadith are obvious in meaning and no interpretational twisting is called for.

HADITH (2)
LINE OF PROPHETHOOD TERMINATED

عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الأنبياءِ بست أعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب وأحلت لى الغنائم وجعلت لى الأرض طهورا ومسجدًا وأرسلت إلى الخلق كافة وختم بى النبيون .

(صحيح مسلم ص١٩٩ ج١، مشكاة ص٥١٢)

and the past indicate perfect comprehensiveness and signify, in consonance with the Quranic injunction, that there shall be no prophet after Muhammad. صلی اللہ علیہ وسلم

(3) **Hujjat ul Islam, Imam Ghazali**

Hujjat ul Islam, Imam Ghazali explains the said verse in these words:

إن الأمة فهمت بالإجماع من هذا اللفظ ومن قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبي بعده أبدا وعدم رسول الله أبدا وأنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون إلا منكر الإجماع.

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

"No doubt the Ummah has unanimously understood from this word ('Khatam-un-Nabieen') and its circumstantial reference to mean non-existence of a 'nabi' or 'rasool' ever after Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم and that (this word calls for) no reservation or tacit interpretation in it; hence its dissident is certainly the one who rejects (Ummah's) unanimity."

(Al Iqtisad fil Etiqad, p.123)

'KHATME-NUBUWWAT" AND AHADITH

The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم unequivocally declared that he was 'Khatam-un-Nabieen.' There are a large number of Ahadith to sustain this article of Islamic faith. Not only that but the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم was also pleased to bring forth such expositions of this word that all doubts relating to his finality in prophethood stand void and misinterpretations exposed. Many people having theological distinctions to their credit have stressed upon the unbroken and consecutive nature of those Ahadith which concern Khatme-Nubuwwat. Opinions of some of them are quoted below:

(1) **Hafiz Ibn-e-Hazm says on page 77 (Vol. 1) of his *Kitab-ul-Fasl:***

وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الكواف التي نقلت نبوته وأعلامه وكتابه أنه أخبر أنه لا نبي بعده.

(کتاب الفصل ص۷۷ ج۱)

"All those personages who have dwelt upon the subject of Muhammad's صلی اللہ علیہ وسلم prophethood, his miracles and expounded the holy Quran, have stated that he صلی اللہ علیہ وسلم had informed that there would be no prophet after him".

(2) **Hafiz Ibne-Katheer writes under the caption, 'Khatam-un-Nabieen':**

وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضي الله عنهم.

(تفسیر ابن کثیر ص۴۹۳ ج۳)

"And on this (precept of 'Khatme Nubuwwat') there have come from Allah's Messenger صلی اللہ علیہ وسلم 'mutawatir' ahadith which have been transmitted by an unbroken chain of his 'sahabah'. (Allah be pleased with them).

(Tafseer Ibne Katheer Vol. 3, p.493)

(3) **Allama Syed Mahmood Aloosi writes in his *Tafseer Roohul-Maani* under the verse Khatamun-Nabieen:**

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة وأجمعت عليه الأمة فيكفر مدعي خلافه ويقتل إن أصر.

(روح المعانی ص۴۱ جلد۲۲)

"That he (Muhammad) صلی اللہ علیہ وسلم was 'Khatam-un-Nabieen' is ordained by the **Book (Quran), acknowledged by the Sunnah, and agreed upon by the Ummah; hence a claimant to the contrary will be (determined as) Kafir and put to death if (he is) persistent".**

(Rooh ul Maani, Vol. 22, p.41).

To conclude therefore, 'Khatme Nubuwwat' is an article of faith by the Quran's text and 'mutawatir' Ahadith. For the sake of brevity some of them are reproduced below:

HADITH: (1)

THE LAST BRICK

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مثلي

Part 1

ISLAMIC BELIEF OF FINALITY OF PROPHETHOOD

yb

Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by

K.M. SALIM

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله وسلام على عباده الذين اصطفى

The holy Quran and the holy Prophet's Ahadith (Traditions) eloquently prove that prophethood ('nubuwwat' and 'risalat') came to an end with our Prophet Muhammad صلى الله عليه وسلم There are decisive verses to that effect. Being the last Prophet in the chain of prophethood no one ever shall now succeed him to that status of dignity.

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا.

(الأحزاب ٤٠)

"Muhammad is not the father of any man among you, but he is the Messenger of Allah and the Seal of the Prophets; and Allah is Aware of all things."

(Quran, Al-Ahzab 33:40).

INTERPRETERS OF THE HOLY QURAN

All the interpreters of the holy Quran agree on the meaning of 'Khatam-un-Nabieen' خاتم النبيين that our Prophet صلى الله عليه وسلم was the last of all the prophets and none shall be exalted to the lofty position of prophethood after him.

(1) Imam Hafiz Ibn-e-Katheer

His explanatory remarks on the above verse are as follows:

فهذه الآية نص فى أنه لا نبى بعده وإذا كان لا نبى بعده فلا رسول بالطريق الأولى والأحرى لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة فإن كلّ رسول نبى ولا ينعكس وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضى الله عنهم.

(تفسير ابن كثير ص٤٩٣ ج٣)

"This verse is conclusive of the precept that our Prophet is the last prophet and that there shall be no 'nabi' after him. When there shall be no 'nabi' to follow him the ordainment of a 'rasool' cannot arise by logic of anteriority because the status of a 'rasool' is more exclusive than that of a 'nabi.' Every 'rasool' is a 'nabi' but every nabi' is not a 'rasool'. There exists a continuous and unbroken chain of citations of Ahadith from a large number of venerable 'sahabah' or Companions of the Prophet (Allah be pleased with them), that there shall be no 'nabi' or 'rasool' after Muhammad.' صلى الله عليه وسلم

(Tafseer Ibn-e-Katheer, Vol. 3, p.4.).

Note: Every prophet is called a 'Nabi' whether he was given a 'Shariat' or not; and the prophet who was given a 'Shariat' is called a 'Rasool.'

(2) Imam Qartabi

Imam Qartabi comments on the quoted verse as follows:

قال ابن عطية هذه الألفاظ عند جماعة علماء الأمة خلفًا وسلفًا متلقاة على العموم التام مقتضية نصًا أنه لا نبى بعده صلى الله عليه وسلم.

(تفسير قرطبى ١٩٦ ج١٤)

"Said Ibn-e-Atiya that the words (Khatam-un-Nabieen) according to the learned men of the Ummah of the present

دینا وغیرہ حرام ہے۔ برائے مہربانی آپ مجھے قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا صحیح حل بتلائیں جس سے میری آخرت مزید خراب نہ ہو اور میرے داماد صاحب کو بھی تسلی ہوجائے کیونکہ بات میری آخرت خراب ہونے کی بھی ہے اور دوسری طرف میری بیٹی بھی ہے جو مجھے بہت ہی عزیز ہے اور میری بیٹی نے والدین چھوٹے بھائی بہن اور تقریباً تمام میرے بھائی بہنوں کی بہت ہی خدمت کی ہے میری بیٹی نے والدین کے گھر آرام نہیں کیا صرف خدمت ہی خدمت کی۔ آپ سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری بیٹی عائشہ بی بی زوجہ شجاع الدین کے لئے دعا کریں کہ جو خدمات اس نے اپنے والدین کے گھر انجام دیں اس سے دگنی خدمت وہ اپنے شوہر کی بھی کرے اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں کامیاب کرے۔ آمین کیا میری سفارش پر کوئی بینک کی ملازمت اختیار کرے تو جب تک وہ بینک میں رہے گا وہ عذاب میرے کھاتے میں بھی جمع ہوگا۔ اس سے پہلے بھی میں نے میرے عزیز رشتہ داروں کے بینک کی ملازمت کے سفارش کرنے سے انکار کرچکا ہوں۔

ج :۔اگر آپ کے داماد کے پاس پہلے سے کوئی مناسب روزگار نہیں اور اقتصادی اعتبار سے مجبور و بے بس ہے تو آپ کو بینک کی ملازمت کے لئے سفارش کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ آپ اس پر چار شرائط واضح کردیں۔

(۱)بینک کی ملازمت کو گناہ اور اس کی تنخواہ کو حرام سمجھے

(۲)اس گناہ پر ندامت ہو اور استغفار کرتا رہے

(۳)حلال روزگار کا متلاشی رہے

(۴)جو تنخواہ ملے اس کو براہ راست خرچ نہ کرے بلکہ اتنی رقم کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھریلو خرچ چلائے اور وہ تنخواہ اس قرض میں ادا کردیا کرے۔

اور اگر پہلے سے مناسب روزگار موجود ہے مگر تعیش، راحت طلبی اور بھاری تنخواہ کے لالچ میں بینک کی ملازمت اختیار کرنا چاہتا ہے تو سفارش کرنے کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ یہ گناہ پر تعاون ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

البتہ اگر رشتہ داماد کی بناء پر سفارش نہ کرنے کی صورت میں بیٹی کو کوئی دینوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو جس کا اثر ظاہر ہے کہ آپ تک بھی متعدی ہو گا تو دل سے ناجائز سمجھتے ہوئے سفارش کرسکتے ہیں کیونکہ شریعت میں دینوی نقصان سے بچنے کا بھی حکم ہے۔

جناب ایس این خاور

ایڈووکیٹ کے اعزاز میں استقبالیہ

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ نے حال ہی میں ننکانہ صاحب کے ایک قادیانی کی طرف سے شادی کارڈ پر اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے شعائر اسلامی کی توہین کرنے کے الزام میں سیشن کورٹ شیخوپورہ سے سزا سنائے جانے کی خوشی میں معروف ایڈووکیٹ جناب ایس این خاور خاں کے اعزاز میں ایک پر تکلف استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ جس میں ننکانہ صاحب، شیخوپورہ اور فیروزوالا کے سرگرم کارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی جناب ایس این خاور خاں کی آمد پر کارکنان نے ان پر زبردست گل پاشی کرکے فقید المثال استقبال کیا۔ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر محمد متین خالد نے جناب خاور خان صاحب کو ان کی کامیاب کاوش پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جناب خاور صاحب نے جس محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ اس کیس کو لڑا، اس پر پوری ملت اسلامیہ انہیں مبارک باد پیش کرتی ہے۔ تقریب سے اختتامی خطاب کرتے کرتے ہوئے جناب ایس این خاور خان نے کہا کہ اس شادی کارڈ کیس میں مسلمانوں کی طرف سے پیش ہونا میری سعادت مندی ہے اور اس کیس میں فتح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ آئندہ بھی عدالتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں اپنی خدمات بلامعاوضہ پیش کرتے رہیں گے۔ اور فتنہ قادیانیت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا۔ آخر میں شیخوپورہ جماعت کے روح رواں جناب حافظ محمد امین صاحب کی طرف کارکنان کی پر تکلف مشروبات سے تواضع کی گئی۔

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظّم واردات پر پاکستان کا ہر شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اُٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوّث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن تباہ کُن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیئے دیکھئے اِن پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اِسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریکِ جدید سنہ ۱۹۶۳-۶۴ء صفحہ ۳۵) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ طاہر لاہور ج ۵ ش ۲۳ صفحہ ۱۵)

(۲) اِسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی سنہ ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کاروں" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دُنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظّم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ اِن تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمّے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)**